رجسٹرڈ ایل

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

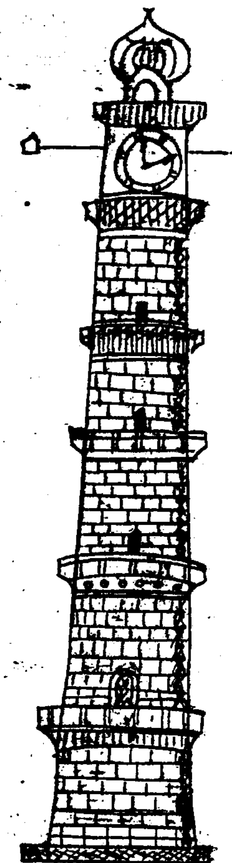
اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

دارالامان حضرت قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی



منارۃ المسیح الموعود علیہ السلام

جلد ۶ — ۷ رجب سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء روز مبارک جمعہ — نمبر [illegible]

ایک عمدہ موقع

سردار شیخ فضل حق صاحب رئیس دھرم کوٹ بگہ کے نام سے ہمارے ناظرین عموماً واقف ہیں سردار صاحب ایک مشہور خاندان کے رئیس ہیں مسلمان ہونیکی وجہ سے ان کے رشتہ داروں کے (جو سکھ ہیں) تعلقات قطع ہو چکے ہیں اب وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنا چاہتے ہیں سردار صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے لیے اس شجرہ اور حالات کو دیکھنا کافی ہوگا جو انھوں نے اپنے رسالہ فضل حق کے آخر میں دیا ہے۔ سردار صاحب ایک وجیہ اور خوبصورت نیک مزاج خوش خلق دیندار متقی اور نوجوان ہیں اور پوری صحت رکھتے ہیں جنھوں نے اسلام کی خاطر اپنے بہت سے دنیوی مفاد حتی کہ پیاری بیوی کو بھی جو انھیں بہت ہی عزیز تھی قربان کر دیا۔ جو صاحب اس قسم کا تعلق سردار صاحب موصوف سے کرنا چاہیں وہ انسے براہ راست یا مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سے بمقام قادیان خط و کتابت کریں۔ لڑکی سیرۃ و صورت اور حسن و جمال اور تربیت میں عمدہ اور پسندیدہ ہونی چاہیے۔

مکرر یہ کہ سردار صاحب کے خاندانی حالات تاریخ رئیسان پنجاب میں سر لیپل گریفن صاحب نے مفصل لکھے ہیں سردار صاحب اسوقت اپنی ذاتی آمدنی بلا شرکت غیرے سو روپے ماہوار سے زیادہ رکھتے ہیں اور ہر طرح سے ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں چنانچہ آپ کے رسالہ فضل حق سے عام شہرت ہے اور مفصل حالات خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ والسلام

بقیہ مضمون

کشتی نوح

تقویۃ الایمان

یہ بھی یاد رہے کہ سورہ فاتحہ کے عظیم الشان مقاصد میں سے یہ دعا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور جسطرح انجیل کی دعا میں روٹی مانگی گئی ہے اس دعا میں خدا تعالیٰ سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے رسولوں اور نبیوں کو دی گئی تھیں یہ مقابلہ بھی قابل نظارہ ہے اور جسطرح حضرت مسیح کی دعا قبول ہو کر عیسائیوں کو روٹی کا سامان

مقدمہ مین یہودی مولویون نے جا کر گواہی دی تھی ضرور تہا کہ اس مقدمہ مین بھی کوئی مولویون مین سے گواہی دیتا اس لئے انکام کے لئے خدا نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو انتخاب کیا اور وہ ایک لمبا جبّہ پہن کر گواہی کے لئے آیا اور جیسا کہ سردار کاہن مسیح کو صلیب دلانے کے لئے عدالت مین گواہی دینے کے لئے آیا تہا یہ بھی موجود ہوئے صرف فرق اس قدر تہا کہ سردار کاہن کو پلاطوس کی عدالت مین کرسی ملی تھی کیونکہ یہودیون کے معزز بزرگون کو گورنمنٹ رومی مین کرسی ملتی تھی اور بعض اُنمین سے آنریری مجسٹریٹ بھی تھے اس لئے اس سردار کاہن نے عدالت کے قواعد کے لحاظ سے کرسی پائی اور مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کہڑا تہا لیکن میرے مقدمہ میں اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنون کی امیدون کے کپتان ڈگلس نے جو پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تہا مجھے کرسی دی اور یہ پیلاطوس مسیح ابن مریم کے پیلاطوس کی منسبت زیادہ باخلاق ثابت ہوا کیونکہ عدالت کے امر مین وہ دلیری اور استقامت سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشون کی اُس نے کچھ بھی پروانہ کی اور قومی اور مذہبی خیال نے بھی اُسمین کچھ تغیر پیدا نہ کیا اور اُس نے عدالت پر پورا قدم مارنے سے ایسا عمدہ نمونہ دکہایا کہ اگر اسکے وجود کو قوم کا فخر اور حکام کے لئے نمونہ سمجہا جائے تو بیجا نہ ہوگا عدالت ایک مشکل امر ہے جبتک انسان تمام تعلقات سے علیحدہ ہوکر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹھے تب تک اِس فرض کو عمدہ طور پر ادا نہین کر سکتا مگر ہم اس سچی گواہی کو ادا کرتے ہین کہ اِس پیلاطوس نے اس فرض کو پورے طور پر ادا کیا۔ اگرچہ پہلا پیلاطوس جو رومی تہا اس فرض کو اچہے طور پر ادا نہین کر سکا اور اس کی بزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیف کا نشانہ بنایا یہ فرق ہماری جماعت مین ہمیشہ تذکرہ کے لائق ہے جب تک کہ دنیا قائم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکھون کروڑون افراد تک پہنچیگی ویسی ویسی تعریف کے ساتھ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہیگا اور یہ اُس کی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اسکام کے لئے اُسی کو چنا۔ ایک حاکم کے لئے کس قدر یہ امتحان کا موقعہ ہے کہ دو فریق اسکے پاس آدین کہ ایک انمین سے اُسکے مذہب کا مشنری ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جو اُسکے مذہب کا مخالف ہے اور اُس کے پاس بیان کیا گیا ہے کہ وہ اسکے مذہب کا سخت مخالف ہے لیکن اس بہادر پیلاطوس نے اس امتحان کو بڑے استقلال سے برداشت کیا اور اس کو ان کتابون کے مقام دکہلائے گئے جن مین کم فہمی سے عیسائی مذہب کی نسبت سخت الفاظ سمجھے گئے تھے اور ایک مخالفانہ تحریک کی گئی تھی مگر اس کے چہرہ پر کچھ تغیر پیدا نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی روشن کانشنس کیوجہ سے حقیقت تک پہنچ گیا تہا اور چونکہ اُس نے مقدمہ کی اصلیت کو سچے دل سے تلاش کیا اس لئے خدا نے اُس کی مدد کی اور اس کے دل پر سچائی کا الہام کیا اور اس پر واقعی حقیقت کہولی گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اُسکو نظر آگئی اُس نے مجھے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد حسین جو سردار کاہن کی طرح مخالفانہ گواہی کیلئے آیا تہا مجھے کرسی پر بیٹہا ہوا پایا اور جس لذت کو دیکھنے کے لئے میری نسبت اس کی آنکہ شوق رکہتی تھی اُس ذلت کو اُس نے دیکہا تب مساوات کو غنیمت سمجہکر وہ بھی اس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اُس پیلاطوس نے اُسے ڈانٹا اور زور سے کہا کہ تجھے

اور تیرے باپ کو کبھی کرسی نہیں ملی ہمارے دفتر مین تمہاری کرسی کے لئے کوئی ہدایت نہین۔ اب یہ فرق بھی غور کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے یہودیون سے ڈر کر ان کے بعض معزز گواہون کو کرسی دیدی اور حضرۃ مسیح کو جو مجرم کے طور پر پیش کئے گئے تھے کہڑا رکہا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا خیرخواہ تہا بلکہ مریدانہ کی طرح تہا اور اس کی بیوی مسیح کی خاص مریدنی تھی جو ولی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہان تک کہ بیجا صادر کرائی کہ ناحق بیگناہ مسیح کو یہودیون کے حوالہ کر دیا میری طرح کوئی خونکا الزام نہ تہا اس بات کو سنکر ڈر گیا کہ قیصر کے پاس اُس کی شکایت کی جائیگی۔ اور پھر ایک اور مماثلت پہلے پیلاطوس اور اس پیلاطوس میں یاد رکہنے کے لائق ہے کہ پہلے پلاطوس نے اُس وقت جو مسیح ابن مریم عدالت مین پیش کیا گیا یہودیون کو کہا گیا تہا کہ مین اس شخص کا کوئی گناہ نہین دیکہتا ایسا ہی جب آخری مسیح اس آخری پیلاطوس کے روبرو پیش ہوا اور اس مسیح نے کہا کہ مجھے چند روز تک جواب کے لئے مہلت دینی چاہیئے کہ مجھپر خون کا الزام لگایا جاتا ہے تب اس آخری پلاطوس نے کہا کہ مین آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا یہ دونوں قول پیلاطوسون کے بالکل باہم مشابہ ہین اگر فرق ہے تو صرف اس قدر ہے کہ پہلا پیلاطوس اپنے اس قول پر قائم نہ رہ سکا اور جب اسکو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کرینگے تو وہ ڈر گیا اور حضرت مسیح کو اس نے عمداً خونخوار یہودیون کے حوالہ کر دیا گو وہ اس سپردگی سے غمگین تہا اور اس کی عورت بھی غمگین تھی کیونکہ وہ دونون مسیح کے سخت معتقد تھے لیکن یہودیون کا سخت شور و غوغا دیکھکر بزدلی اُس پر غالب آگئی ہان البتہ پوشیدہ طور پر اس نے بہت سعی کی کہ مسیح کی جان کو صلیب سے بچایا جاوے اور اس سعی میں وہ کامیاب بھی ہو گیا مگر بعد اسکے مسیح صلیب پر چڑہایا گیا اور شدت درد سے ایک ایسی سخت غشی مین آگیا کہ گویا وہ موت ہی تھی۔ بہرحال پیلاطوس رومی کی کوشش سے مسیح ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کے لئے پہلے سے مسیح کی دعا منظور ہو چکی تھی دیکھو

عبرانیان باب ۵ آیت ۷ ✣ بعد اس کے مسیح اس زمین سے پوشیدہ طور پر بہاگ کر کشمیر کی طرف گیا اور وہیں فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سرینگر محلہ خان یار مین اس کی قبر ہے یہ سب پیلاطوس کی سعی کا نتیجہ تہا تاہم اس پہلے پیلاطوس کی کارروائی بزدلی کی رنگ آمیزی سے خالی نہ تھی اگر وہ اپنے اس قول کا پاس کر کے کہ مین اس شخص کا کوئی گناہ نہین دیکہتا مسیح کو چھوڑ دیتا تو اسپر کچھ مشکل نہ تہا اور وہ چھوڑنے پر قادر تہا مگر وہ قیصر کی دہائی سنکر ڈر گیا۔ لیکن آخری پیلاطوس پادریون کے ہجوم سے نہ ڈرا حالانکہ اسکے بہی قیصر کی بادشاہی تہی لیکن یہ قیصرہ اُس قیصر سے بدرجہا بہتر تہی اسلئے کسی کے لئے ممکن نہ تہا کہ حاکم پر دباؤ ڈالنے کے لئے اور انصاف چھوڑانے کے لئے قیصرہ سے ڈراوے بہر حال پہلے مسیح کی نسبت آخری مسیح پر بہت شور اور منصوبہ اٹہایا گیا تہا اور میری مخالف اور ساری قومون کے سرگروہ جمع ہو گئے تہے مگر آخری پیلاطوس نے سچائی سے پیار کیا اور اپنے اُس قول کو پورا کر کے دکہلایا کہ جو اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا تہا کہ مین تم پر خون کا الزام نہین لگاتا سو اس نے مجھے بہت صفائی اور مردانگی سے بری کیا اور پہلے پیلاطوس نے مسیح کے بچانے کے لئے حیلون سے کام لیا مگر اس پیلاطوس نے جو کچھ عدالت کا تقاضا تہا اُس طور سے اُس تقاضا کو پورا کیا جسمین بزدلی کا رنگ نہ تہا جس دن مین بری ہوا اُسی دن اُس عدالت مین مسیح کا ایک چور بھی پیش ہوا یہ اس لئے وقوع مین آیا کہ پہلے مسیح کے ساتھ بھی ایک چور تہا لیکن اس آخری مسیح کے ساتھ کے چور کو جو پکڑا گیا اُس طرح جو پہلے مسیح کیساتھ پکڑا گیا صلیب پر نہین چڑہایا اور نہ اُس کی ہڈیان توڑی گئیں بلکہ تین ماہ کی قید ہوئی ✣

اب پھر ہم اپنے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہین کہ سورہ فاتحہ مین اس قدر حقائق و دقائق و معارف جمع ہین کہ اگر ان سب کو لکہا جائے تو وہ باتین ایک دفتر مین بھی ختم نہین ہو سکتین اسی ایک حکیمانہ دعا کو دیکھئے کہ جو اس صورت مین سکہائی گئی ہے یعنی اِہدِنَا الصِّرَاطَ المُسْتَقِيمَ یہ دعا ایک ایسا مفہوم کلی اپنے اندر رکہتی ہے جو تمام دین اور دنیا کے مقاصد کی کنجی ہے ہم کسی چیز کی حقیقت پر اطلاع نہین پا سکتے اور نہ اس کے فوائد منتفع ہو سکتے ہین جب تک ہمین اسکے پانے کے لئے ایک مستقیم راہ نہ ملے دنیا کی جسقدر مشکل اور پیچیدہ امور ہین خواہ وہ سلطنت اور وزارت کے ذمہ واریوں کے متعلق ہون اور خواہ سپہ گری اور جنگ و جدال سے تعلق رکہتے ہون اور خواہ طبعی اور ہیئت کے دقیق مسائل کے متعلق ہون اور خواہ صناعت طب کے طریق تشخیص اور علاج کے متعلق اور خواہ تجارت اور زراعت کے متعلق ان تمام امور مین کامیابی ہونا مشکل اور بغیر ممکن ہے۔ جب تک کہ ان کے بارہ مین ایک مستقیم راہ نہ ملے کہ کس طور سے اس کام کو شروع کرنا چاہئے اور ہر ایک عقلمند انسان مشکلات کے وقت مین بھی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اس مشکل کشائی کے بارے مین ایک لمبے وقت تک رات کو سوچتا رہتا ہے تا ہو کہ اس مشکل کشائی کے لئے کوئی راہ نکل آوے اور ہر ایک صنعت اور ہر ایک ایجاد اور ہر یک پیچیدہ اور اُلجھے ہوئے کام کو چلانا اسبات کو چاہتا ہے کہ اس کام کے لئے راہ نکل آوے پس دنیا اور دین کی اغراض کے لئے اصل دعا راہ نکالنے کی دعا ہے جب سیدھی راہ کسی امر کے متعلق ہاتھ مین آجائے تو یقیناً وہ امر بھی خدا کے فضل سے حاصل ہو جاتا ہے خدا کی قدرت اور حکمت نے ہر ایک مدعا کے حصول کے لئے ایک راہ رکھی ہے مثلاً کسی بیمار کا ٹہیک ٹہیک علاج نہین ہو سکتا جب تک اس مرض کی حقیقت سمجھنے اور نسخہ کے تجویز کے لئے ایک ایسی راہ نکل آوے کہ دل فتوی دیدے کہ اس راہ مین کامیابی ہو گی بلکہ کوئی انتظام دنیا مین ہو ہی نہین سکتا جب تک اس انتظام کے لئے ایک راہ پیدا نہ ہو پس راہ کا طلب کرنا طالب مقصد کا فرض ہوا اور جیسا کہ دنیا کی کامیابی کا صحیح سلسلہ ہاتھ مین آنے کے لئے پہلے ایک راہ کی ضرورت ہے جس پر قدم رکہا جائے ایسا ہی خدا کا دوست اور مورد محبت اور فضل بننے کے لئے قدیم سے ایک راہ کی ضرورت پائی گئی ہے اسی لئے دوسری سورۃ مین جو سورۃ البقرہ ہے جو اس سورۃ کے بعد ہے سورۃ کے شروع مین ہی فرمایا گیا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ یعنے انعام پانے کی یہ راہ ہے جو ہم بیان کرتے ہین ✣ پس یہ دعا یعنی دعا

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

ایک جامع دعا ہے کہ جو انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ مشکلات دینی اور دنیوی کے وقت مین اول جس چیز کی تلاش انسان کا فرض ہے وہ یہی ہے کہ اس امر کے حصول کے لئے وہ صراط مستقیم تلاش کرے یعنی کوئی ایسی صاف اور سیدھی راہ ڈھونڈے جس سے باسانی اس مطلب تک پہنچ سکے اور دل یقین سے بہر جائے شکوک سے نجات ہو لیکن انجیل کی ہدایت کے مواقف روٹی مانگنے والا خدا جوئی کی راہ اختیار نہ کریگا اُسکا مقصد تو روٹی ہے۔ جب روٹی ملگئی تو پھر اُسکو خدا سے کیا غرض یہی وجہ ہے کہ عیسائی صراط مستقیم سے گر گئے اور ایک نہایت قابل شرم عقیدہ جو انسان کو خدا بنایا ہے انکے گلے پڑ گیا ہم نہین سمجھ سکتے کہ مسیح ابن مریم مین دوسرون کی نسبت کیا زیادتی تہی جس سے اُس کی خدائی کا خیال آیا معجزات مین پہلے اکثر نبی اس سے بڑہکر تہے جیسا کہ

✣ سورۃ فاتحہ مین راہِ راست کے لئے دعا کی گئی اور دوسری سورۃ مین گویا وہ قبول ہو کر راہ راست بتلائی گئی منہ ۱۲

✣ مسیح نے بطور پیشگوئی خود بھی کہا کہ بجز یونس کے نشان کے اور کوئی نشان دکہلایا نہین جائیگا پس مسیح نے اپنے اس قول مین یہ اشارہ

موسیٰ اور الیسع اور ایلیا نبی اور مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے ہاتہہ مین جان ہو کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے مین ہوتا تو وہ کام جو مین کرسکتا ہون وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہین وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا[*] اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا - جبکہ مین ایسا ہون تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے

اس پاک رسول[ص] کا جسکی غلامی کی طرف مین منسوب

کیا گیا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اس جگہ کوئی حسد اور رشک پیش نہین جاتا خدا جو چاہے کرے جو اس کے ارادہ کے مخالف کرتا ہے وہ صرف اپنے مقاصد مین نامرادہی نہیں بلکہ مرکر جہنم کی راہ لیتاہے ہلاک ہوگئے وہ جنہون نے عاجز مخلوق کو خدا بنایا - ہلاک ہوگئے وہ جنہون نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نکیا مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا مین خدا کی سب راہون مین سے آخری راہ ہون اور مین اسکے سب نورون مین سے آخری نور ہون - بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے ✦

✦ اس تصدیق کے لئے کتاب نزول المسیح کو عنقریب دیکھو گے جو چھپ رہی ہے اور دس جز تک چھپ چکی ہے اور عنقریب شائع ہونیوالی ہے یہ کتاب پیر مہر علی گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی کے رد مین لکھی گئی ہے جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ پیر صاحب نے محمد حسن مردہ کے مضمون کو چراکر ایسی قابل شرم غلطیون کا ارتکاب کیا ہے کہ اب اطلاع پانے سے انہیں زندگی تلخ ہوجائیگی وہ بدبخت تو ہماری پیشگوئی مندرجہ اعجاز المسیح کے موافق فوت ہوگیا اور یہ دوسرا بدبخت ناحق کتاب بناکر پیشگوئی انی مھین من اراد اھانتک کا نشانہ بن گیا فاعتبروا یا اولی الابصار

دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانون کو دیا گیا **سنت** ہے یعنی آنحضرت صلعم کی عملی کارروائیان جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کرکے دکھلائیں مثلاً قرآن شریف مین بظاہر نظر پنجگانہ نمازون کے رکعات معلوم نہیں ہوتین کہ صبح کسقدر اور دوسرے وقتون مین کس کس تعداد پر لیکن سنت نے سب کچھہ کھول دیا ہے یہ دھوکہ نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک ہے کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتہہ ہی وجود تہا مسلمانون پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہے خدا اور رسول کی ذمہ واری کا فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کرکے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے یہ تو خدا کے قانون کا فرض تہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا یہ فرض تہا کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکھلاکر بخوبی لوگون کو سمجھادین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتین کردنی کے پیرایہ مین دکھلادین اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کردیا یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تہا کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم ہوچکا تہا کیا جب تک حدیثین جمع نہ ہوئی تہین لوگ نماز نہ پڑہتے تھے یا زکوۃ نہ دیتے تھے یا حج نہ کرتے تھے یا حلال و حرام سے واقف نہ تھے - ہان تیسرا ذریعہ

ہدایت کا حدیث ہے

کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثین کھولکر بیان کرتی ہیں اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم ہے جن لوگون کو ادب قرآن نہین دیا گیا وہ اس موقعہ پر حدیث کو قاضی قرآن کہتے ہین جیسا کہ یہودیون نے اپنی حدیثون کی نسبت کہا مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت قرار دیتے ہین اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادمون کے ہونے سے بڑھتی ہے قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے - نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے حدیث جو ایک ظنی مرتبہ پر ہے قرآن کی ہرگز قاضی نہین ہوسکتی صرف ثبوت مؤید کے طور پر ہے قرآن اور سنت نے اصل کام سب کردکھایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسی قاضی ہوسکتی ہے قرآن اور سنت اس زمانہ مین ہدایت کررہے تھے جبکہ اس مصنوعی قاضی کا نام و نشان نہ تہا یہ مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہو کہ حدیث قرآن اور سنت کے لئے تائیدی گواہ ہے البتہ سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہے اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈال دیا تہا سنت ان باتون کا نام نہین ہے جو ڈیڑھ سو برس بعد کتابون مین لکھی گئیں بلکہ ان باتون کا نام حدیث ہے اور **سنت** اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانون کی عملی حالت مین ابتدا سے چلا آیا ہے جس پر ہزارہا مسلمانون کو لگایا گیا ہان حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اس کا ظنی کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے اور موید قرآن و سنت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اسکے اندر موجود ہے **پس حدیث** کا قدر نہ کرنا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے ہان اگر ایک ایسی حدیث موجود ہو جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہو تو وہ حدیث

✦ اہل حدیث فعل رسول اور قول رسول دونون کا نام حدیث ہی رکھتے ہین ہمین ان کی اصطلاح سے کچھہ غرض نہین دراصل سنت

قبول کے لائق نہین ہوگی کیونکہ اس کے
قبول کرنے سے قرآن کو اور ان تمام احادیث
کو جو قرآن کے موافق ہین رد کرنا پڑتا ہے اور
مین جانتا ہون کہ کوئی پرہیزگار اس پر
جرات نہین کریگا کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکھے
کہ وہ قرآن اور سنت کے برخلاف اور
ایسی حدیثون کے مخالف ہے جو قرآن کے
مطابق ہین بہرحال احادیث کا قدر کرو اور
اُن سے فائدہ اٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ
کی طرف منسوب ہین اور جب تک قرآن اور
سنت اُن کی تکذیب نہ کرے تم بھی اُن کی
تکذیب نہ کرو بلکہ چاہیے کہ احادیث نبویہ پر
ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی
سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل۔
مگر اسی کی تائید مین تمہارے پاس کوئی حدیث
ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف
کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف
ہے تو اس کی تطبیق کے لئے فکر کرو شاید وہ
وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو اور اگر کسی
طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث
کو پھینک دو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف سے نہیں ہے اور اگر کوئی حدیث
ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکھتی
ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو کیونکہ قرآن
اسکا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث
ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے
نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے
زمانہ مین یا پہلے اس سے اس حدیث
کی پیشگوئی سچی نکلی ہو تو اس حدیث کو سچی
سمجھو اور ایسے محدثون اور راویون کو
مخطی اور کاذب خیال کرو جنہون نے اس
حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو
ایسی حدیثین صدہا ہین جنمین پیشگوئیان
ہین اور اکثر ان مین سے محدثین کے
نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہین
پس اگر کوئی حدیث ان مین سے پوری
ہو جائے اور تم یہ کہکر ٹال دو کہ ہم اس
کو نہین مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف
ہے یا کوئی راوی اسکا متدین نہین
ہے تو اس صورت مین تمہاری خود بے

ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رد کرو جسکا
سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا۔ خیال کرو کہ
اگر ایسی حدیث ہزار ہو اور محدثین کے
نزدیک ضعیف ہو اور ہزار پیشگوئی اس کی
سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثون کو ضعیف
قرار دیکر اسلام کے ہزار ثبوت کو ضائع
کر دوگے پس اس صورت مین تم اسلام
کے دشمن ٹھیرو گے اور اللہ تعالے
فرماتا ہے فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً
الا من ارتضیٰ من رسول پس سچی
پیشگوئی بجز سچے رسول کے کس کی طرف
منسوب ہو سکتی ہے کیا ایسے موقعہ پر یہ
کہنا مناسب حالت ایمانداری نہین ہے
کہ صحیح حدیث کو ضعیف کہنے مین کسی محدث
نے غلطی کھائی ہے اور یا یہ کہنا مناسب ہے
کہ جھوٹی حدیث کو سچی کر کے خدا نے
غلطی کھائی۔ اور اگر ایک حدیث ضعیف
درجہ کی بھی ہو بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت
اور ایسی احادیث کے مخالف نہین
جو قرآن کے موافق ہین تو اس حدیث
پر عمل کرو لیکن بڑی احتیاط سے حدیثون
پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ بہت سی احادیث
موضوعہ بھی ہین جنہون نے اسلام مین
فتنہ ڈالا ہے ہر ایک فرقہ اپنے عقیدے
کے موافق حدیث رکھتا ہے یہانتک کہ
نماز جیسے یقینی اور متواتر فریضہ کو احادیث
کے تفرقہ نے مختلف صورتون مین کر دیا
ہے کوئی آمین بالجہر کرتا ہے کوئی پوشیدہ
کوئی خلف امام فاتحہ پڑھتا ہے کوئی
اس پڑھنے کو مفسد نماز جانتا ہے کوئی
سینہ پر ہاتھ باندھتا ہے کوئی ناف پر
اصل وجہ اس اختلاف کی احادیث ہی ہین
کل حزب بما لدیہم فرحون ورنہ سنت
نے ایک ہی طریق بتلایا تھا پھر روایات
کے تداخل نے اس طریق کو جنبش دیدی
اسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی
لوگون کو ہلاک کر دیا۔ شیعہ بھی اسی سے
ہلاک ہوئے اگر قرآن کو اپنا حکم ٹھہراتے
تو ایک سورہ نور ہی انکو نور بخش سکتی تھی
مگر حدیثون نے ان کو ہلاک کیا اسی طرح حضرت

مسیح کے وقت وہ یہودی ہلاک ہوگئے
جو[*] اہلحدیث کہلاتے تھے کیونکہ مدت سے
ان لوگون نے توریت کو چھوڑ دیا تھا
اور جیسا کہ آج تک ان کا عقیدہ ہے
ان کا یہ مذہب تھا کہ حدیث توریت
پر قاضی ہے سو انمین ایسی حدیثین
بکثرت موجود تھین کہ جب تک ایلیاہ
دوبارہ آسمان سے اپنے عنصری وجود کے
ساتھ نازل نہ ہوگا تب تک اُن کا مسیح
موعود نہیں آئیگا ان حدیثون نے ان
کو سخت ٹھوکر مین ڈال دیا اور وہ لوگ ان
حدیثون پر تکیہ کر کے حضرت مسیح کی اس
تاویل کو قبول نہ کر سکے کہ الیاس سے مراد
یوحنا یعنی یحیٰی نبی ہے جو الیاس کی خو اور
طبیعت پر آیا اور بروزی طور پر اس کا وجود
لیا ہے پس تمام ٹھوکر ان کی حدیثون کے
سبب سے تھی جو آخرکار ان کے بے ایمان
ہونے کا موجب ہوگئی اور ممکن ہے کہ وہ
لوگ ان حدیثون کے معنون مین بھی غلطی
کرتے ہون یا حدیثون مین بعض انسانی
الفاظ مل گئے ہون۔ غرض شاید مسلمانون
کو اس واقعہ کی خبر نہین ہوگی کہ یہودیون مین
حضرت مسیح کے منکر اہل حدیث ہی تھے انہون
نے ان پر شور مچایا اور تکفیر کا فتوےٰ
لکھا اور انکو کافر قرار دیا اور کہا کہ یہ شخص
خدا کی کتابون کو مانتا نہین خدا نے الیاس
کے دوبارہ آنے کی خبر دی اور یہ اس
پیشگوئی کی تاویلین کرتا اور بغیر کسی قرینہ
صارفہ کے ان خبرون کو اور طرف کھینچ
لیجاتا[+] اور حضرت مسیح کا نام انہون

+ جسوقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر
کفر کا فتوےٰ لکھا گیا اُس وقت وہ پولوس
بھی مکفرین کی جماعت مین داخل تھا جس نے
بعد مین اپنے تئین رسول مسیح کے لفظ
سے مشہور کیا یہ شخص حضرت مسیح کی زندگی
مین آپکا سخت دشمن تھا جس قدر حضرت
مسیح کے نام پر انجیلین لکھی گئین ہین ان
مین سے ایک مین بھی یہ پیشگوئی نہیں ہے
کہ میرے بعد پولوس توبہ کر کے رسول بنجائیگا
اس شخص کے گذشتہ چال چلن کی نسبت

* انجیل مین نہایت سخت مخالفت ان خیالات کی گئی تھی جو کہ طالمود کی حدیثون اور روایتون مین ظاہر کئے گئے تھے یہ حدیثین سینہ بسینہ حضرت موسیٰ تک پہنچائی جاتی تھین اور کہا جاتا تھا کہ یہ... حضرت موسےٰ کے الہامات ہین۔ بالآخر یہ حال ہو گیا تھا کہ توریت کو چھوڑ کر تمام وقت احادیث کے پڑھنے پر لگایا جاتا تھا
بعض امور مین طالمود توریت کے مخالف ہے تب بھی یہ طالمود کی بات پر عمل کرتے تھے۔ طالمود مولفہ یوسف بارکلی...

نے صرف کافر ہی نہین بلکہ ملحد بھی رکھا اور کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پھر دین موسوی باطل ہے وہ اُنکے لئے فیج اعوج کا زمانہ تھا جہوٹی حدیثون نے اُنکو دھوکا دیا غرض حدیثون کے پڑھنے کے وقت یہ خیال کر لینا چاہئے کہ ایک قوم پہلے اس سے حدیث کو تورت پر قاضی ٹھہرا کر اس حالت تک پہنچ چکی ہے کہ ایک سچے نبی کو انہون نے کافر اور دجال کہا اور اُس سے انکار کر دیا مسلمانون کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے، یہ وہی کتاب ہے جس مین صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ایسا ہی مسلم اور دوسری احادیث کی کتابین بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہین اور اس احتیاط سے ان پر عمل واجب ہے کہ کوئی مضمون ایسا نہ ہو جو قرآن اور سنت اور ان احادیث سے مخالف ہو جو قرآن کے مطابق ہین+

اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہین یقین ہی ہے جو گنہ سے چھوڑاتا ہے۔ یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے۔ یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے۔ کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلی کے رُک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی پا سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو۔ کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کرا سکے کیا مریم کا بیٹا عیسیٰ ایسا ہے کہ اسکا مصنوعی خون گناہ سے چھڑائے گا اے عیسائیو ایسا جھوٹ مت بولو جس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یسوع خود اپنی نجات کے لئے یقین کا محتاج تھا اور اُس نے یقین کیا اور نجات پائی۔ افسوس ہے اُن عیسائیون پر جو یہ کہکر مخلوق کو دھوکا دیتے ہین کہ ہم نے مسیح کے خون سے نجات پائی حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ مین غرق ہین وہ نہیں جانتے کہ اُن کا کون خدا ہے بلکہ زندگی تو غفلت آمیز ہے شراب کی مستی انکے دماغ مین ہے۔ مگر وہ پاک مستی جو آسمان سے اترتی ہے اُس سے وہ بے خبر ہین اور جو زندگی خدا کے ساتھ ہوتی ہے اور جو پاک زندگی کے نتایج ہوتے ہین وہ اُس سے بے نصیب ہین پس تم یاد رکھو کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہین آسکتے اور نہ روح القدس تمہیں ملسکتا ہے مبارک وہ جو یقین رکھتے ہین کیونکہ وہی خدا کو دیکھینگے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہین کیونکہ وہی گنہ سے نجات پائین گے۔ مبارک تم جبکہ تمہین یقین کی دولت دیجائے کہ اسکے بعد تمہاری گناہ کا خاتمہ ہوگا گنہ اور یقین دونون جمع نہین ہو سکتے کیا تم ایسے سوراخ مین ہاتھ ڈال سکتے ہو جسمین تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکھ رہے ہو۔ کیا تم ایسی جگہ کھڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کوہ آتش فشان سے پتھر برستے ہین یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے یا ایک ایسی جگہ ہے جہان ایک مہلک طاعون نسل انسانی کو معدوم کر رہی ہے پھر اگر تمہین خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہین کہ اسکے مقابل پر تم نافرمانی کرکے سزا کی راہ اختیار کر سکو یا صدق و وفا کا اس سے تعلق توڑ سکو+

اے وے لوگو جو نیکی اور راستبازی کے لئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اسوقت تم مین پیدا ہوگی اور اُسی وقت تم گنا ہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤگے جبکہ تمہارے دل یقین سے بھر جائینگے شاید تم کہو گے کہ ہمین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہین دھوکا لگا ہوا ہے یقین تمہین ہرگز حاصل نہین کیونکہ اسکے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ کہ تم گنہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اٹھاتے جو اٹھانا چاہئے تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہئے خود سوچ لو کہ جسکو یقین ہے کہ فلان سوراخ مین سانپ ہے وہ اس سوراخ مین کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جسکو یقین ہے کہ اسکے کھانے مین زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ فلان بن مین ایک ہزار خونخوار شیر ہے اسکا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اُس بن کی طرف اُٹھ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتھ اور تمہاری پاؤن اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھین کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہین اگر تمہین خدا اور جزا سزا پر یقین ہے۔ گناہ یقین پر غالب نہین ہو سکتا اور جبکہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانیوالی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اس آگ مین اپنے تئین ڈال سکتے ہو۔ اور یقین کی دیوارین آسمان تک ہین شیطان اُن پر چڑھ نہین سکتا ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا

(باقی آئندہ)

بقیہ حاشیہ لکھنا ہمین کچھ ضرورت نہین کہ عیسائی خوب جانتے ہین افسوس ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت مسیح کو جب تک وہ اس ملک مین رہے بہت دکھ دیا تھا اور جب وہ صلیب سے نجات پاکر کشمیر کی طرف چلے آئے تو اس نے ایک جھوٹی خواب کے ذریعہ سے حواریون مین اپنے تئین داخل کیا اور تثلیث کا مسئلہ گھڑا اور عیسائیون پر سور کہ جو توریت کے رو سے ابدی حرام تھا حلال کر دیا اور شراب کو بہت وسعت دیدی اور انجیلی عقیدہ مین تثلیث کو داخل کیا تا ان تمام بدعتون سے یونانی بت پرست خوش ہوجائین منہ

خطبہ

جو ۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو حضرت مولانا
مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا

پرسون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے **ضالین** کی تفسیر مین
فرمایا کہ اس لفظ مین اللہ تعالےٰ
نے یہ بھی پیشگوئی رکھی ہے کہ نصاری
اسلام کے اندر نابود ہوجاینگے اور
ان پر آخری زمانہ مین یہ موت آئیگی
کہ **اسلام** ان کو کہاجائیگا یعنی
بہت سا حصہ انمین سے اسلام مین داخل
ہوگا میرے دل مین اس کو سنکر بہت
سی باتین پیدا ہوئین سب سے بڑی بات
جس نے میرے دل کی **قوت** اور ایمان
کو زندگی دی ہے وہ یہ ہے کہ کسقدر
عظیم الشان **امید اس مرد**
خدا کو ہے مین دیکھتا ہون اور
دنیا کے حالات پر نظر کرکے دیکھا جاتا
ہے کہ عموماً دلون پر یاس غالب ہوتی ہے
اور امید صرف ایک لفظ ہے جسکا سچا مفہوم
بہت ہی تھوڑے دلون مین ہوتا ہے بہت
ہی کم دل ہین جن مین امید زندہ ہو ورنہ
خدا پر سوءِ ظن اور ناامیدی غالب ہوتی
ہے خدا تعالےٰ کو جب تک دیکھ نہ لیا جاوے
اور اسکا کلام نہ سن لیا جاوے اور خدا تعالیٰ
کی صفات پر زندہ ایمان جب تک ہو
امید کا خوشنما چہرہ نظر نہین آسکتا
اپنے اندر دیکھو کہ کسطرح پھر ذرا ذرا سی
ناکامیون پر ناامیدی اور بدگمانی کی اندر سے
حالتین آنے لگتی ہین۔ پھر جس شخص کے
دل مین عظیم الشان امید ایسی امید جو
یقین کا نور ساتھ رکھتی ہو کیا وہ کوئی
معمولی اور عام انسان ہوسکتا ہے!
کبھی نہین! پھر امید کی قسمین ہین ایک
کہ مثلاً نوکر ہوجاؤن یا اتنا ملک فتح
ہون یا یہ یا وہ کام ہوجاوے اس

قسم کی امیدون کا تعلق ارضی اور سفلی امور
سے ہے اور ہر شخص اس قسم کی امیدین جو
خیالی پلاؤ سے بڑھکر وقعت نہین رکھ سکتین
اپنے اندر پیدا کرسکتا ہے ایک یہ امید
ہے کہ اتنا بڑا مذہب جسکے ساتھ اتنی بڑی
شوکت اور طاقت اور جمعیت ہے اور
جسکی اشاعت کے لیئے روپیہ پانی کی طرح
بہایا جاتا ہے اور کوئی طریق دجل و فریب
کا ایسا ہماری نظر مین نہین آتا جس سے
کام نہ لیا جاتا ہو خدا کے برگزیدہ اور
پاک دین کو بدنام کرنے اور معدوم کرنے
کے لیئے کوئی حیلہ نہین جو استعمال نہ کیا
ہو اس دین کی نسبت یہ امید رکھنا
کہ وہ دین باوجود اسقدر عظیم الشان سامانون
اور رنگ و دود کے **اسلام** مین ناپدید
ہوجائیگا اور وہ قومین جو اسکی حامی اور
معین ہین وہ خدا کے فضل اور نور مین
داخل ہوجائینگی۔ اس قسم کی امید
رکھنا اور ایسی امید جو یقین کے رنگ
سے رنگین ہو۔ ہو نہین سکتی جب تک
خدا کی آواز اس کان اور دل نے نہ
سنی ہو **والیسا یقین** پیدا ہو نہین سکتا جب
تک خدا کی تجلی آور زور آور ہاتھ کی
چمکار اس نے مشاہدہ نہ کرلی ہو۔
مین جہان تک خدا کے کلام
کو دیکھتا ہون اور بڑے غور اور فکر سے
اس مین سوچتا ہون۔ آدم سے لیکر
اس وقت تک جسقدر نبوت کی تعلیم ہمین
پہنچی ہے۔ مین نے اس تعلیم کو مختلف
رنگون اور پہلوؤن سے مطالعہ کیا ہے
اور باریک در باریک نگاہ سے اس پر
غور کی ہے مین سچ کہتا ہون کہ صرف
دو دل (جو حقیقت مین ایک ہی دل
ہے) ایسے نظر آتے ہین کہ جنکی امید
یالتین اس قدر عظیم الشان ہو۔ اس
مین شک نہین کہ بڑے بڑے راستباز اور
خدا کے برگزیدہ نبی دنیا مین گذرے ہین
ہم ان سب پر یکسان ایمان لاتے
ہین اور کسی کی توہین یا تحقیر کرنا خواہ اشارۃً
ہو یا کنایتاً ہمارے نزدیک کفر ہے

لیکن یہ حق ہے کہ ہر ایک نبی کی **امید**
اس کی استعداد کے موافق ہوتی ہے
مثلاً حضرت مسیح کی امید کا انتہا بنی اسرائیل
کی گم شدہ بھیڑین ہی ہین اسکی نظر اس
سے پرے نہیں جاتی۔ وہ سامریون تک
کو بھی اپنی نظر مین نہین رکھتا حضرت نوح
اور حضرت لوط کی امید اپنی ہی بستیون
تک ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام جو بنی
اسرائیل مین ایک اولوالعزم اور عظیم الشان
نبی ہین ان کی امید کا دائرہ بھی ان
ساٹھ ہزار یہودیون پر ختم ہوجاتا ہے
جو فرعون کی غلامی مین تھے مگر ہمارے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی **ہمت**
بلند اور امید کو دیکھو کہ کس
قدر اور وسیع ہے وہ اپنی ہمت
کے دائرے کو بنی اسمٰعیل یا عرب
تک محدود نہین کرتا کسی خاص ملک اور
قوم ہی کو مدنظر نہین رکھتا بلکہ کہتا ہے

یاایہا الناس انی رسول اللہ
الیکم جمیعا

اور پھر ارشاد الٰہی آپ کی شان مین
یون ہے۔

انا ارسلناک رحمۃ للعالمین

کل دنیا کے لیئے آپکا بشیر و نذیر ہوکر
آنا آپ کی ہمت بلند اور امید عظیم کا
بخوبی اظہار ہے اور یہ کہنا کہ مین اس
خدا کا رسول ہون:

الذی لہ ملک السموات
والارض

زمین و آسمان کی سلطنت جسکے
قبضہ اقتدار مین ہے اس مین یہ
اشارہ ہے کہ میری حکومت بھی اس
قدر وسیع ہے اور پھر یہ کہنا۔

اللھم مالک الملک تؤتی
الملک من تشاء وتنزع

کہ تو جسکو چاہے ملک دے اور جس سے

چاہیے چہین لے یہ آیت صاف ظاہر کرتی ہے کہ اب مشیت الٰہی اسیطرح نافذ ہوچکی ہے کہ کذب اور الباطل سے ملک چہین کر الحق (محمدؐ) صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک دیا جاوے۔ غرض جس قدر تدبر اور فکر کیا جاوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل انسان ثابت ہوتے ہین جنکی امید اس قدر وسیع اور ہمت ایسی بلند ہے پہر یہ باتین نرے قصے کے رنگ مین رہ جائین اگر پوری نہ ہوتین خدا تعالے نے کیسے اُنکو حرفاً حرفاً پورا کرکے دکہایا قرآن شریف الباطل کو کیسے کہا گیا جیسے عصاء موسیٰ ان جادوگرون کی رسیون کو نگل گیا اسیطرح پر قرآن شریف الباطل کی تمام رسیون کو نگل گیا اور مذاہب باطلہ کے بت کو اس زبردست عصا نے پاش پاش کردیا۔ دہریت برہموازم بت پرستی آ۔ یہودیت۔ اور نصرانیت کو ہلاک کردیا اور اس لکڑی کی طرح جسکو اندر سے دیمک چاٹ جاوے اور باہر سے صرف ایک ڈہیر رہ جاوے تمام مذاہب کی بنیادون کو کہوکہلا کردیا اور اگر کوئی قوت ابہین باقی تہی تو اس آخری احمد نے آکر اسکو زائل کردیا ✦

غرض دو ہی انسان ہین جو سلسلہ نبوۃ مین اتنی بڑی عظیم الشان امید اور یقین لیکر آئے ہین اور یہ دو نہیں بلکہ ایک ہی ہین کیونکہ اول باخر نسبتے دارد اور مسیح موعود کا آنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی آمد ہے دیکہو یہ کتنی بڑی قوت یقین رکہتا ہے کہ باوجود اس کے کہ اس سے چند سال پہلے اس کو کوئی بہی نہین جانتا تہا اور وہ ایک ایسے گاؤن مین جسکا نام بہی باہر معلوم نہ تہا بالکل گمنامی کے گوشہ مین رہتا جہان کوئی سامان کسی قسم کی ترقی کا نہ تہا اسے خدا تعالیٰ کی تربیت کے ۔۔۔ وہ طاقت یقین پائی اور ۔۔۔ عظیم الشان

امید ہاسکو ملی کہ کل دنیا کے لئے اپنے آپ کو مسیح اور مہدی ٹہراتا ہے اور خدا تعالیٰ نے زبردست تائیدون سے ثابت کردیا کہ بیشک وہ کل دنیا کے لئے اپنے متبوع اور مخدوم محمد احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقش قدم اور قلب پر مبعوث کیا گیا ہے اسی نور یقین سے اسکا سینہ لبریز ہے اور اسی شوکت اور قوت سے اسے حصہ ملا جو احمد اول کو دی گئی اسی امید سے لبریز ہوکر اب وہ اس مذہب کی نسبت (جسکی حامی سولہ سلطنتین ہین) کہتا ہے کہ وہ اسلام مین مل جاویگا کتنی بڑی قوت اور دلیری کا یہ دعوےٰ ہے کہ

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

جو اسلام کی نسبت خدا نے مقدر کیا ہے وہ میرے ہاتہ پر ہوگا کیا یہ کسی چہوٹی ہمت اور محدود امید کے انسان کا کام ہے کہ اپنا نام کاسر الصلیب رکہے۔ اور پہر یہ کس قدر عجیب تر بات ہے کہ اسلام کی صداقت کو وہ معیار ٹہراتا ہے کہ اسکی اشاعت کے لئے تلوار کی ضرورت ہی نہیں بلکہ اسلام فی نفسہٖ ایک ایسی قوت اور کشش ہے جو دلون پر فتح حاصل کرتی ہے وہ اپنے طرز عمل اور علم کلام سے ثابت کرچکا ہے کہ جہوٹے ہین وہ لوگ جنہون نے اسلام پر جبر کا الزام لگایا ہے اپنی بعثت کی غرض یہ ٹہراتا ہے کہ وہ ثابت کرے کہ اسلام اپنے حقائق اور معارف اور اپنی کامل اور پاک تعلیم اپنے روشن نشانون کے ساتہہ تائید یافتہ مذہب ہے، اور وہ اس مقصد مین کامیاب ہوگیا ہے۔ سیاہ باطن مخالفون نے اس امر کے بیان کرنے مین اس کی مخالفت کی اور قتل کے فتوے دئے اور اسپر انگریزون کی خوشامد کا الزام لگایا مگر وہ اپنے کام سے نہین رکا بلکہ قدم آگے ہی رکہتا رہا ہے۔ ایکدل کو سیدہا کرنا مشکل ہوتا ہے برادری کے آدمی کو ایک بات کہنی مشکل ہوتی ہے مگر اس کی ہمت اور امید کو دیکہو کہ مغربی دنیا کے مذہب کو اسلام مین ملا دینے کا مدعی ہے ایسے وقت مین کہ اسلام کو اپنون اور بیگانون نے اپنے پاؤن کے نیچے کچل ڈالا ہے وہ کہتا ہے کہ اسلام جمیع ملل پر غالب آئیگا اور ملل باطلہ ہالکہ کی صورت اختیار کرینگے جسوقت ضالین کی تفسیر مین اس نے یہ کہا مین سچ کہتا ہون کہ میرا خیال کہان سے کہان چلا گیا۔ بار بار میرے دل سے ندا اُٹہی کہ اے سبحانہ تعالےٰ اگر تیرا کلام اسکے منہ مین نہ ہوتا اور تیری روشنی اور نور اس کے آگے چلنے والی نہوتی تو یہ عاجز بشر کسطرح یہ کہہ سکتا تہا۔ حقیقت مین اس نے تیرے چہرے کو دیکہا اور تیری آواز کو سنا ہے تب ہی تو یہ امید خوبصورت امید اسکے دل مین جلوہ گر ہے جس نے یقین کا رنگ لیا ہوا ہے میرے پاس اس وقت تک اگر اور براہین اور دلائل اس کی سچائی پر نہوتے تو مین سچ کہتا ہون کہ اس کی اتنی بڑی بلند ہمت اور عظیم الشان امید ہی اس کی خدا کی طرف سے ہونے کی کافی دلیل تہی ✱

اور یہ خدا کا کس قدر احسان اور منت ہے کہ ہم عظیم الشان اور پاک انسان کی باتون سے مزا لیتے ہین اور پہر خدا نے انکے سمجہنے کی توفیق دی اللہ تعالےٰ سب کے دلون کو روشن کرے کہ اس کی باتون کو سمجہین اور پہر اُنپر عمل کرکے دکہلائین تاکہ دنیا کے لئے

شہداء علی الناس

ہوجائین

امین

آیات الرحمن بجواب عصاءِ موسیٰ

تیار ہے خاکسار سراج الحق سے ۔

✱ سید احمد خان آنجہانی نے مایوس ہوکر قوم کا جنازہ اور اپکے ایک خلیفہ نے مذہب اسلام کی موت کا فتوے دیدیا (اور یہ خدا کا مسیح اس امید سے لبریز ہے کہ اسلام ہی درخشان اور غالب علی الکل مذہب ہوگا۔ غور کرنے والو سوچو۔ !!!

امام الزمان کی ڈائری

صبح کی سیر

۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول حلقہ خدام میں سیر کو نکلے۔ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے ایک مختصر سا انٹروڈکشن اپنی جدید تصنیف کا (جو سائیں مہر شاہ گولڑوی کے متعلق آپ لکھ رہے ہیں) سنانا شروع کیا جس میں سائیں جی کے سرقہ مضمون کشف اعجاز المسیح محمد حسن بھینی پر ایک لطیف ریویو کیا ہے۔ اور اعجاز المسیح کا جواب باوجود سرقہ مضامین کے اردو زبان میں بشکل سیف چشتیائی لکھنے سے سائیں جی کی قلعی کھلی ہے کہ اس سے وہ الزام بھی سائیں جی پر قائم ہو گیا کہ عربی تفسیر نویسی کی دعوت میں واقعی لاجواب ہو گیا تھا اور اسے کوئی قوۃ و قابلیت نہیں جو حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں آتا ورنہ کیا وجہ ہے کہ اعجاز المسیح کا جواب اردو میں لکھا حالانکہ خانہ نشین ہو کر لکھا ہے بہر حال یہ لطیف اور ملیح دیباچہ سنایا گیا۔

اذا العشار عطلت شہر سے باہر اونٹوں کی ایک قطار کھڑی تھی آپ نے انکو دیکھ کر فرمایا کہ یہ بعینہ ریل گاڑی کی طرح ایک سلسلہ ہے اور کوئی جانور نہیں جسکو آگے پیچھے اس طرح سے باندھیں گاڑیاں بھی اسی طرح باندھی جاتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسقدر فرمایا تھا خاکسار ایڈیٹر اسکو وسیع کرنا چاہتا ہے اور اگر بات کا سلسلہ اور نہ چلا دیا جاتا تو امید تھی کہ اس نقطہ پر بات آجاتی کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اذا العشار عطلت کی پیشگوئی پوری ہو گئی ہے خصوصاً یہ نظارہ عرب میں اور بھی زیادہ حیرت انگیز اور مسرت بخش ہوگا جبکہ ان جنگلوں اور ریگستانوں میں جہاں یہ جہاز بیابان چلا کرتا تھا اب اسجگہ ریل گاڑی چلتی نظر آئیگی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوتی دکھائی دیگی۔

دو دھاری تلوار گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی کے متعلق فرمایا کہ اس نے دہرا کام کیا **فیضی** کی موت کا ہماری پیشگوئی کے موافق ہونا اس سے ثابت ہو گیا۔ اور **گولڑوی** کی پردہ دری ہو گئی۔ اگر فیضی زندہ ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ اصلاح کرتا یا اس ارادہ سے ہی باز آجاتا مگر موت نے پیشگوئی کے موافق اسے آلیا۔ اور گولڑوی اسکی **کچی ہانڈی** کھانے بیٹھ گیا اور نہ خیال کیا کہ اسکی ہر بات کی خود بھی تو تحقیق کرے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ **اپنی پردہ دری کرالی** اور محمد حسن کی بھی۔

مسیح بن باپ تھا حضرت مولانا مولوی **سید محمد احسن صاحب** امروہی نے انبالہ سے آئے ہوئے ایک خط کا تذکرہ کیا کہ کشتی نوح کے اس حصہ کو پڑھ کر جو الحکم میں شائع ہوا ہے انبالہ سے ایک مخلص دوست لکھتے ہیں کہ مسیح کے بھائی بہنوں کا جو حضرت اقدس نے ذکر کیا ہے اس سے شبہ ہوتا ہے کہ یوسف گویا مسیح کا باپ بھی تھا؟ فرمایا ہم مسیح کو بن باپ پیدا ہوا ہوا مانتے ہیں اور ہماری کتابوں رسالوں اور اخبار کے بہت سی تحریروں میں لکھا جا چکا ہے۔ اور ہم اس بات کو کیا کریں کہ یہ تاریخی غلطی مسلمانوں میں پیدا ہوئی ہے جو صحیح تاریخ سے ثابت ہے کہ مریم کا یوسف کے ساتھ نکاح ہو گیا تھا۔ اور پھر اس سے اولاد بھی ہوئی تھی ہم نے تو اس اولاد کا ذکر کیا ہے اور اسی قسم کی غلطی واقعہ صلیب کے متعلق ہے۔ مسیح کو صلیب دیے جانے کے دردناک قصے موجود ہیں اور ان علماء کے نزدیک وہ چھت پھاڑ کر اڑ گئے۔ اب ہمیں کس کا قصور رہے یہ تو انکو بالکل خدا بنانا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بشریت ان کے پاس نہ آجاوے۔

اور ایسا ہی حضرت مریم کو ساری عمر **بتول** ٹھہرانا کہ انھوں نے نکاح نہیں کیا بڑی غلطی ہے ان تاریخی امور سے ہم انکار نہیں کر سکتے۔ مسیح کی نسبت ہمارا یہی مذہب ہے کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے۔

والتی احصنت فرجہا مولوی **مبارک علی صاحب** نے عرض کیا کہ حضور اس امر کی تائید میں کہ مریم علیہا السلام نے ساری عمر نکاح نہیں کیا یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن میں آیا ہے وَالَّتِیْ اَحْصَنَتْ فَرْجَہَا فرمایا **محصنات** تو قرآن شریف میں خود نکاح والی عورتوں پر بولا گیا ہے وَ**المحصنات من النساء** اور **التی احصنت فرجہا** کے معنے تو یہ ہیں کہ اس نے زنا سے اپنے آپکو محفوظ رکھا یہ کہاں سے نکلا کہ اس نے ساری عمر نکاح ہی نہیں کیا۔

مسیح آیۃ اللہ تھا مسیح کے آیۃ اللہ ہونے میں کوئی خصوصیت نہیں ہے جو خدا تعالے کیطرف سے آتا ہے وہ آیۃ اللہ ہی ہوتا ہے براہین احمدیہ میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے

لنجعلك اٰية۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آیت تھے۔ مسیح کی کوئی خصوصیت اس میں نہیں عزیر بھی آیت اللہ تھے۔

مخالفوں کی طرف سے ہمارا حصہ

ان مخالفوں کی طرف سے ہمارے حصہ میں تو گالیاں ہی آئی ہیں اب اس رسالہ کشتی نوح کو پڑھ کر بھی بہت سی باتیں بنائیں گے اور گالیاں دیں گے کوئی فریبی اور مکار کہے گا کوئی کچھ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو + اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے +

ابن مریم پر فضیلت کے دعویٰ کو یہ لوگ بڑی بُری نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی صریح وحی نے مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ محمدی سلسلہ کا خاتم الخلفا موسوی سلسلہ کے خاتم الخلفا سے بڑھ کر ہے اور غور کر کے دیکھ لو کہ ہر ایک بات اس سلسلہ کی موسوی سلسلہ سے بڑھی ہوئی ہے موسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے لیے آئے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کل دنیا کے لیے مبعوث ہوئے۔ اور فرمایا گیا مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ پھر آپ کی تائیدات موسیٰ علیہ السلام کی تائیدات سے بہت بڑھ کر آپ کے اعجازی نشان بڑھ کر۔ آپ کو جو کتاب دی گئی وہ موسیٰ کی کتاب سے بڑھ کر ہمیشہ کے لیے۔ غرض کل سامان بڑھ کر۔ کامیابیاں بڑھ کر پھر کیا وجہ ہے کہ اس سلسلہ کا خاتم الخلفاء موسوی سلسلہ کے خاتم الخلفا سے بڑھ کر نہ ہو؟ ہم ایسے نبی کے وارث ہیں جو رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ اور کافۃ للناس کے لیے رسول ہو کر آیا جسکی کتاب کا خدا محافظ اور جس کے حقائق معارف سب سے بڑھ کر ہیں پھر ان معارف اور حقائق کو پانے والا کیوں کم ہے؟ پھر وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ جو فرمایا گیا ہے۔ یہ مسیح موعود کے زمانہ کی نسبت ہے اور اس کے مِنْهُمْ کے وہی معنی ہیں جو اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ میں مِنْكُمْ سے مراد ہی اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ گروہ بھی صحابہ ہی کا گروہ ہے۔ حضرت عیسیٰ کیلیے یہ کہاں؟

اور پھر حضرت عیسیٰ اگر اسی شان سے آتے جس شان سے وہ پہلے آئے تو وہ وہ کام نہ کر سکتے جو مسیح موعود کے لیے اللہ تعالیٰ نے ٹھیرایا ہے انکا دائرہ بہت تنگ اور چھوٹا تھا اور مسیح موعود کا دائرہ بہت وسیع ہے ان سب امور پر جب نگاہ کی جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود (مسیح محمدی) ابن مریم (مسیح موسوی) سے بڑھا ہوا ہے اور خود عیسائیوں نے بھی مسیح کی آمد ثانی کو پہلی آمد کے مقابلہ میں بڑھ کر مانا ہے۔

انگریزی سلطنت کی خوبیاں

خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ انگریزوں کی سلطنت میں ہمیں پیدا کیا ورنہ اگر اسلامی سلطنت ہوتی تو ان مولویوں ہی کے قابو میں ہوتی جو قتل کے فتوے اور کفر کے فتوے دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے انگریزوں کو بھیجا جنھوں نے کل مذاہب کو آزادی دیدی + اور ہمارے ملک کو چن کر مقرر کیا کل مذاہب کی کھچڑی جہاں موجود ہے ہم یہاں وہ کام کر سکتے ہیں جو مکہ مدینہ میں ہرگز نہ کر سکتے۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہم انگریزوں کی خوشامد کرتے ہیں بلکہ ہم هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ پر عمل کرتے ہیں خوشامد وہ کرتے ہیں جو اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ مانتے اور سلطان روم کے لیے امیر المومنین ہونے کا فتویٰ دیتے اور پھر دل میں کچھ رکھتے اور زبان سے کچھ کہتے ہیں ہم جو کچھ کہتے ہیں اور کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کے لیے اور وہ محض خوشامد اور نفاق سے۔ اسقدر بیان فرما کر پھر حضرت تشریف لے گئے۔

نماز ظہر اور عصر

کے وقت کوئی بات قابل نوٹ نہیں حضرت حجۃ اللہ علی الارض تشریف لائے اور بعد ادائے نماز تشریف لے گئے۔

دربار شام

حسب معمول حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد ادائے نماز مغرب شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے + خدام ایک دوسرے سے پہلے جگہ لینے کے لیے گرے پڑتے تھے آخر جب سب اپنی اپنی جگہ جہاں کسیکو ملی بیٹھ گئے تو حضرت حجۃ اللہ نے کشتی نوح کی اشاعت کے متعلق فرمایا کہ اُمید ہے جمعہ تک اشاعت ہو جاویگی۔

اور پھر انگریزی سلطنت کے متعلق قریباً وہی گفتگو فرمائی جو صبح کی سیر میں فرمائی تھی ہاں اتنا اضافہ اور کیا کہ چونکہ مسیح ابن مریم کے ساتھ ہمیں مشابہت [illegible] ان کے لیے جو اللہ نے فرمایا ہے وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ یعنی واقعہ صلیب کے بعد انکو ایک ایسی [illegible] جگہ دی جہاں آرام کی جگہ اور پانی کے چشمے [illegible] اصل یہ ہے کہ آنجگہ یعنی واقعات مسیح ابن مریم میں تو صرف ظل تھا اور یہاں اصل ہے ہمکو ایسی جگہ پناہ دی جہاں یہودیوں کا بس نہیں چل سکتا یعنی سلطنت انگلشیہ کے ماتحت۔ اب یہاں یہودی حملہ نہیں کر سکتے + ہمارے لیے یہ پناہ کی جگہ ہے اور حقائق و معارف کے چشمے یہاں بہہ رہے ہیں۔

اتنے میں آسمان پر مغرب کی طرف سے ایک عمدہ سا اٹھا کبھی کبھی اس [illegible] بجلی کی روشنی کی چمک بھی نظر آتی تھی + بعض احباب نے چاہا کہ جلدی [illegible] فرمایا دیکھو جو اسرار آسمان پر ہوتا ہے اسمیں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔

جناب میر صاحب نے عرض کی کہ حضور غور کر کے دیکھا جاوے تو پہلے زمانہ کی نسبت خدا کا فضل اب بہت زیادہ ہے۔ فرمایا وہ تو

اس آخری زمانہ کا نمونہ تھا اور بطور ارہاص تھا۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ قرآن کریم عصاء موسیٰ کا قائمقام تھا جو مذاہب مخالفہ کو کھا جانیوالا ہے اور حقیقت بھی یونہی ہے قرآن شریف کے مقابل پر کوئی کتاب نظر نہیں آتی۔

مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے اپنی ایک رؤیا سنائی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سیالکوٹ کے بازار میں ایک آریہ بڑے کلے ٹھلے والا وعظ کرتا ہے اور اسبات پر زور دیتا ہے کہ وید کی دعاؤں کیطرف توجہ کرو مجھے یہ سنکر جوش اور غیرت آئی اور میں نے کہا کہ بے شک وید میں دعائیں تو ہیں مگر انکی قبولیت اور مستجاب الدعوات ہونیکی علامات کا کوئی نشان بتاؤ۔ وید میں کہاں ہے۔ اسپر وہ بہت ہی چھوٹا سا ہو گیا۔" یہ خواب مبارک اور آریہ پر فتح کی دلیل ہے۔

فرمایا حقیقت میں خدا سے بے نصیب جانا یہی بڑا بھاری دوزخ ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

حکایتیست کہ از روزگار ہجران ہست

اصل یہ ہے کہ جب انسان دنیا کو مقدم کر لیتا ہے خواہ جان و مال کے لیے یا دولت و ملوک کے لیے پھر اسکو دین کیطرف آنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن جن لوگوں نے دین کو طلب کیا ہے وہ اس مقام پر اسوقت تک نہیں پہنچے جب تک انھوں نے اللہ تعالیٰ کو مقدم نہیں کر لیا اور منقطعین اور متبتلین میں داخل نہیں ہوئے۔

شعر

سخن نیست کہ ما بے تو نخواہیم حیات
بشنو اے پیک سخن گیر و سخن باز رسان

قرآن شریف نے جو کہا ہے اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دعا کا جواب ملتا ہے یہی وید کی دعائیں بے ثمر ہیں جنکا کوئی جواب نہیں ملتا ہے۔ بلکہ ساری دعائیں اُلٹی ہی پڑتی رہی ہیں۔

مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ آج میں تعبیر الرؤیا پڑھ رہا تھا ایک مقام پر مجھے بہت ہی لطف آیا لکھا ہے کہ اگر کوئی حضرت عیسیٰ کو خواب میں دیکھے تو وہ دلالت کرتا ہے کہ نقل مکان کرے گا (ایڈیٹر علم تعبیر الرؤیا کی رو سے یہ کیسا عجیب استدلال ہے اس امر پر کہ مسیح اپنے ملک سے کشمیر میں ضرور آئے خصوصاً ایسی حالت میں کہ قرآن اور حدیث انکی مؤید ہوں۔)

مفتی محمد صادق صاحب آجکل ایک کتاب سنا رہے ہیں جو داستان مسیح کہنی چاہیے اس میں واقعات صلیب کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے اور ان اسرار کا اس سے پتہ لگتا ہے جو مسیح کے صلیب پر سے زندہ اُتار لیے جانے کے مؤید ہیں مفتی صاحب نے عرض کی کہ حضور میں اسکو دیکھ رہا تھا ایک مقام پر لکھا ہے کہ جب مسیح کو صلیب پر چڑھانے کا حکم ہو چکا اور پیلاطوس اور اُس کی بیوی کے چھوڑ دینے کی تدابیر میں کامیابی نہ ہوئی۔ تو پیلاطوس کی بیوی نے کہا کہ ہمیں عملی تدابیر میں لگ جانا چاہیے اور اس کے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے" اس کے بعد آندھی زور پڑ گیا اور بارش کا اندیشہ ہوا اس لیے نماز عشاء ادا کر لی گئی۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء

آج حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود سلمہ اللہ تعالیٰ کی بارات رڑکی کو قادیان سے علی الصباح روانہ ہوئی اس بارات میں حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب اور جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب اور جناب سید السادات میر ناصر نواب صاحب اور آپ کے صاحبزادہ میر محمد اسمٰعیل صاحب اور ڈاکٹر نور محمد صاحب اور صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی اور مفتی محمد صادق صاحب [illegible] مسنون طریق پر جناب میر ناصر صاحب کو امیر قافلہ بنایا گیا۔ اسی روز عشاء کی نماز رڑکی میں ادا کی گئی جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب جنکے ہاں بارات جانی تھی اسٹیشن ریلوے رڑکی پر معہ اپنے دوستوں کے استقبال کے لیے تشریف لائے اور تمام لوازمات تواضع جو ہونے چاہیے تھے نہایت خندہ پیشانی اور شرح صدر سے ادا کیے۔

سیر

حضرت اقدس حسب معمول وقت مقررہ پر سیر کو نکلے۔ ابتدائے گفتگو میں فرمایا ہزارہا بدبخت لوگوں سے قبریں بھری پڑی ہیں ہزاروں نامراد بادشاہ ایسے ہیں ہزاروں ہی بے نصیبیاں میں پڑے ہیں۔ انسان اگر اپنے ہی خاندان کی موت پر قیاس کرکے تو عبرت حاصل کر سکتا ہے عمر کا سلسلہ اپنے خاندان سے معلوم کر سکتا ہے۔ بعض خاندان ایسے ہوتے ہیں کہ انکی عمریں پچاس تک پہنچتی ہیں ناگپور اور ممالک متوسط کیطرف عمریں بہت ہی چھوٹی ہوتی ہیں اسطرف بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض خاندانوں کی عمریں چھوٹی ہوتی ہیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ بھید کسیکو معلوم نہیں ہوا۔ انگریز محقق ناحق ٹکریں مارتے پھرتے ہیں کہ زمینداروں کی عمریں زیادہ ہوتی ہیں یا دماغی محنت کرنے والوں کی۔ یہ صرف خیالی باتیں ہیں۔

انسان اور حیوانات کی عمریں۔

انسان کی عمر بہت چھوٹی ہوتی ہے بعض حیوانات کی عمریں بہت بڑی ہوتی ہیں مثلاً کچھوہ کی عمر پانچہزار برس تک ہوتی ہے اس لیے اسکو عربی میں غیلم کہتے ہیں کیونکہ یہ گویا ہمیشہ ہی جوان رہتا ہے سانپ کی عمر بھی بڑی ہوتی ہے ہزار ہزار برس تک

جس کام کو کہے کہ کروں گا ہو ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

خدا تعالیٰ جس کام کو کرنا چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے چاروں طرف سے ایسے اسباب جمع ہوتے ہیں اور ایسا زور اور دباؤ آکر پڑتا ہے کہ آخر وہ کام ہو ہی جاتا ہے بڑے بڑے راجے مہاراجے جو بعض اوقات مسلمان ہوئے خدا تعالیٰ کی مرضی اسیطرح پر

تھی چاروں طرف سے ایسا زور آکر پڑا کہ بجز اسلام کے چارہ نہ رہا۔

اختلاف اور اتحاد مذہب ایک ایسی چیز ہے کہ مختلف مذہب کے لوگ ایک جا جمع نہیں ہو سکتے سنۃ اللہ کا نہ سمجھنا بھی ایک زہر ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے قرآن شریف میں لکھا ہے کہ بعض وقت بلا کو ہم ٹلا دیتے ہیں تو انسان بے باک ہو کر کہتا ہے کہ بلا ٹل گئی۔ اور پھر شوخیاں کرنے لگتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر اللہ تعالےٰ پکڑتا ہے اور سخت پکڑتا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے پس اگر طاعون کم ہو جاوے تو اس سے دلیر نہیں ہونا چاہیے خدا تعالیٰ کی مہلت سے فائدہ اُٹھانا چاہیے۔

مسیح موعود کے وقت میں وبا کا پھیلنا عیسائیوں اور مسلمانوں کے نزدیک تو مسلّم ہی ہے ہندو بھی مانتے ہیں کہ آخری دنوں میں ایک دیا ہوگی اور اُسوقت آنے والے کا نام رودر گوپال ہوگا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام میں جیسے آخری دنوں میں ایک موعود کے آنے کا عقیدہ مشترک ہے ویسے ہی یہ بھی مانا گیا ہے کہ اُسوقت وبا پڑے گی + پس دعاؤں سے کام لینا چاہیے اور خدا تعالےٰ کے حضور استغفار کرنا چاہیے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ غنی بے نیاز ہے اُسپر کسی کی حکومت نہیں ہے ایک شخص اگر عاجزی اور فروتنی سے اس کے حضور نہیں آتا وہ اسکی کیا پرواہ کر سکتا ہے۔ دیکھو اگر ایک سائل کسی کے پاس آجاوے اور اپنا عجز اور غربت ظاہر کرے تو ضرور ہے کہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ سلوک ہو۔ لیکن ایک شخص جو گھوڑے پر سوار ہو کر آوے اور سوال کرے اور یہ بھی کہے کہ اگر نہ دوگے تو ڈنڈا مارونگا تو بجز اس کے کہ خود اسکو ڈنڈے پڑیں اور اس کے ساتھ کیا سلوک ہوگا + خدا تعالےٰ سے اڑ کر مانگنا اور اپنے ایمان کو مشروط کرنا بڑی بھاری غلطی اور ٹھوکر کا موجب ہے۔ دعاؤں میں استقلال اور صبر ایک الگ چیز ہے اور اڑ کر مانگنا اَور بات ہے یہ کہنا کہ میرا فلاں کام اگر نہ ہوا تو میں انکار کر دوں گا یا یہ کہدوں گا یہ بڑی نادانی اور شرک ہے اور آداب الدعا سے ناواقفیت ہے۔ ایسے لوگ دعا کی فلاسفی سے ناواقف ہیں قرآن شریف میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ ہر ایک دعا تمہاری مرضی کے موافق میں قبول کروں گا۔ بیشک ہم مانتے ہیں کہ قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ لیکن ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ اسی قرآن شریف میں یہ بھی لکھا ہوا ہے وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ الآیہ

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ میں اگر تمھاری مانتا ہے تو لَنَبْلُوَنَّکُمْ میں اپنی منوانی چاہتا ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کا احسان اور اُسکا کرم ہے کہ وہ اپنے بندہ کی بھی مان لیتا ہے ورنہ اُسکی الوہیت اور ربوبیت کی شان کے یہ ہرگز خلاف نہیں کہ اپنی ہی منوائے۔

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ جو فرمایا تو اس مقام پر وہ اپنی منوانا چاہتا ہے کبھی کسی قسم کا خوف آتا ہے اور کبھی بھوک آتی ہے اور کبھی مالوں میں کمی واقع ہوتی ہے تجارتوں میں خسارہ ہوتا ہے اور کبھی ثمرات میں کمی ہوتی ہے اولاد ضائع ہوتی ہے اور ثمرات برباد ہوجاتے ہیں اور نتائج نقصان دہ ہوتے ہیں ایسی صورتوں میں خدا تعالیٰ کی آزمایش ہوتی ہے اُسوقت خدا اپنی شان حکومت دکھانا چاہتا ہے اور اپنی منوانا چاہتا ہے اسوقت صادق اور مومن کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ نہایت اخلاص اور انشراح صدر کے ساتھ خدا کی رضا کو مقدم کر لیتا ہے اور اُسپر خوش ہو جاتا ہے کوئی شکوہ اور بدظنی نہیں کرتا۔ اس لیے خدا تعالےٰ فرماتا ہے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ پس صبر کرنے والوں کو بشارت دیتا ہے نہیں فرمایا کہ دعا کرنے والوں کو بشارت دو۔ بلکہ صبر کرنے والوں کو اس لیے یہ ضروری ہے کہ انسان اگر بظاہر اپنی دعاؤں میں ناکامی دیکھے تو گھبرا نہ جاوے بلکہ صبر اور استقلال سے خدا تعالےٰ کی رضا کو مقدم کرے۔ اہل اللہ کو نظر آجاتا ہے کہ یہ کام ہونہار ہے پس جب وہ یہ دیکھتے ہیں تو دعا کرتے ہیں ورنہ قضا و قدر پر راضی رہتے ہیں اہل اللہ کے دو ہی کام ہوتے ہیں جب کسی بلا کے آثار دیکھتے ہیں تو دعا کرتے ہیں لیکن جب دیکھتے ہیں کہ قضا و قدر اسی طرح ہے تو صبر کرتے ہیں۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچوں کی وفات پر صبر کیا جنمیں سے ایک بچہ ابراہیم بھی تھا۔

جب کہ خدا تعالیٰ نے یہ دو قسمیں رکھدی ہیں اور یہ اُسکی سنت ٹھہر چکی ہے اور یہ بھی اُسنے فرمایا ہے لَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا پھر کسقدر غلطی ہے جو انسان اس کے خلاف چلے۔ مینے بارہا بتایا ہے کہ انسان کے ساتھ خدا نے دوستانہ معاملہ رکھا ہے کبھی ایک دوست دوسرے کی مان لیتا ہے اور کبھی اپنی منواتا ہے اور دعا بندہ اور خدا میں بھاجی کی طرح ہے۔ اگر انسان یہ سمجھے کہ خدا تعالےٰ کمزور رعایا کی طرح ہر بات مان لے تو یہ نقص ہے ماں بھی بچہ کی ہر بات نہیں مان سکتی۔ کبھی بچہ آگ کی انگاریاں مانگتا ہے تو وہ کب دیتی ہے یا مثلاً آنکھیں دکھتی ہوں تو اسے ڈنک یا اور کوئی دوا ڈالنی ہی پڑتی ہے اسیطرح جب بندہ چونکہ تکمیل کا محتاج ہے اسے ماروں کی ضرورت ہے تاکہ وہ صدق و وفا اور ثبات قدم میں کامل ثابت ہو۔

پھر دعا کرانے والے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ صابر ہو جلد باز نہ ہو جو ذرا سی بات پر دعا ال کھیتی کو طیار ہے پس وہ کیا فائدہ اُٹھائے گا + اسے تو چاہیے کہ صبر کے ساتھ انتظار کرے اور حسن ظن سے کام لے۔

جبکہ خدا تعالیٰ نے لَنَبْلُوَنَّکُمْ فرمایا ہے تو صبر کرنے والوں کے لیے بشارت

تحریر سے معلوم ہوا کہ دو نوٹ کتابوں کے لیے وہی چھ روپے ہیں۔

دی اور اُولٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوَاتٌ بھی فرمایا۔ میرے نزدیک اس کے یہی معنی ہیں کہ قبولیت دعا کی ایک راہ نکال دیتا ہے حکام کا بھی یہی حال ہے کہ جب پر نا ملائم ہوتے ہیں اگر وہ صبر کے ساتھ برداشت کرتا اور شکوہ اور بدظنی نہیں کرتا تو اُسے ترقی دیدیتے ہیں قرآن شریف سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ ابتلا آویں۔ جیسے فرمایا اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ یعنی کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف آمنا کہنے سے چھوڑے جاویں اور وہ فتنوں میں نہ پڑیں۔

انبیاء علیہم السلام کو دیکھو اوائل میں کسقدر دکھ ملتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کیطرف دیکھو کہ آپ کو مکی زندگی میں کسقدر دکھ اُٹھانے پڑے طائف میں جب آپ گئے تو اسقدر آپکے پتھر مارے کہ خون جاری ہو گیا تب آپ نے فرمایا کہ کیسا وقت ہے میں کلام کرتا ہوں اور لوگ منہ پھیر لیتے ہیں اور پھر کہا کہ اے میرے رب میں اس دکھ پر صبر کرونگا جبتک کہ تو راضی ہو جاوے۔

اولیا اور اہل اللہ کا یہی مسلک اور عقیدہ ہوتا ہے۔ سید عبد القادر جیلانی لکھتے ہیں کہ عشق کا خاصہ ہے کہ مصائب آتے ہیں اُنھوں نے لکھا ہے۔ ؎

اشتہا! بیرا! تو مفز گردان خوردی
با شیر دلاں بہ رستمی ما کردی
اکنوں کہ بجار دہ ئے بزد آوردی
ہر حیلہ کہ وا ری مکنی نامردی

مصائب اور تکالیف پر اگر صبر کیا جاوے اور خدا تعالے کی قضا کے ساتھ رضا ظاہر کی جاوے تو وہ فتح کلید کشائی کا مقدمہ ہوتی ہیں ؎

ہر بلا کیں قوم را او دادہ ست
زیر آں یک گنج ہا بنہادہ ست

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی تکالیف کا نتیجہ تھا کہ مکہ فتح ہو گیا۔ دعا میں خدا تعالے کے ساتھ شرط باندھنا بڑی غلطی اور نادانی ہے جن مقدس لوگوں نے خدا کے فضل اور فیوض کو حاصل کیا انھوں نے اسطرح حاصل کیا کہ خدا کی راہ میں مر مر کر فنا ہو گئے خدا تعالے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دس دن کے بعد گمراہ ہو جانے والے ہوتے ہیں وہ اپنے نفس پر خود گواہی دیتے ہیں جبکہ لوگوں سے شکوہ کرتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی۔

ہم لوگوں کی شامت اعمال کو رک نہیں سکتے وہ لوگ نامراد رہیں گے جو ولی اور مامور کا یہ معیار ٹھہراتی ہیں کہ اس کی ہر دعا اسی طرح قبول ہو جائے گی جسطرح وہ چاہتے ہیں اور جو ولی یا مامور ہونے کا مدعی ایسا دعوٰی کرے وہ بھی کذاب ہے حضرت یعقوبؑ چالیس برس تک دعا کرتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ کی مکی زندگی میں مصائب بڑھتے رہے کیا آپ دعا نہ کرتے ہونگے؟ جو لوگ آسمانی علوم سے ناواقف ہیں وہ ان اسرار کو نہیں سمجھ سکتے۔ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور وہ اندھا ہو گیا اُسنے کہا کہ اسلام میرے لیے مبارک نہیں اسلیے مرتد ہو گیا۔ ایسے لوگ محروم رہ جاتے ہیں میں نے ایک جگہ دیکھا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ فتوحات کے لیے دعا کرتے تھے ایک رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ تیرے لیے شہادت مقدر ہے اگر تو صبر نہ کرے گا تو اخیار و ابرار کے دفتر سے تیرا نام کٹ جائے گا۔

نماز ظہر ہی سے شروع ہوتی ہے جو زوال کا وقت ہے یہانتک کہ غروب تک بالکل تاریکی ہو جاتی ہے اور رات میں دعا کرتا ہے یہاں تک کہ صبح میں سے حصہ لیتا ہے نماز کی تقسیم بھی بتاتی ہے کہ خدا نے اس تقسیم میں ایک صبح اور باقی چار ایسی رکھی ہیں جو تاریکی سے حصہ رکھتی ہیں ورنہ ممکن تھا کہ اقبال تک ختم ہو جاتیں۔

ایسا ہی سورہ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ایسے لفظ رکھے ہیں جو اس منشا کو ظاہر کرتے ہیں اِیَّاکَ نَعْبُدُ سے صاف پایا جاتا ہے کہ ہم نہیں چاہتے تیری عبادت کرتے ہیں اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ سے دعا کرتے ہیں گویا اِیَّاکَ نَعْبُدُ اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اور لَنَبْلُوَنَّکُمْ کو ملایا ہے۔ نعبد تو یہی ہے کہ بھلائی برائی کا خیال نہ رہے سلب اُمید و امانی ہو۔ اور ایاک نستعین میں دعا کی تعلیم ہے۔

ظہر خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے کا ذکر ہوا۔ فرمایا اُسنے اپنے خط میں بڑی مسنائی سے لکھدیا تھا کہ میں آپ کے دعوی کا مصدق ہوں اللہ نے کبھی ساری عمر بدظنی نہیں کی یہ ایک ایسا کام تھا جو دوسرے گدی نشینوں سے نہیں ہوا۔ اور کسی نے خط کا جواب نہیں دیا اور کسیکو ایسی توفیق نہیں ملی۔ میرے خیال میں وہ نیکی جو اُسکی طبیعت میں سخاوت تھی اُسیکا یہ ثمرہ تھا کہ اس تصدیق کی یہ توفیق ملی۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص مسلمان ہوا۔ وہ اسلام لانے سے پہلے بڑا سخی تھا اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے اسلام سے پہلے جو سخاوت کی ہے اُسکا بھی کوئی اجر ملے گا۔ فرمایا کہ وہی روپیہ تو تجھے اسلام میں کھینچ لایا ہے۔

عصر حافظ محمد یوسف ضلعدار کی بابت کہ جو کہ پھر اُبال آیا تحفہ گولڑویہ کی اشاعت پر اس نے اشتہار دیا ہے کہ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا پر جو اس سے مطالبہ کیا گیا کہ کوئی ایسا مفتری پیش کرو جسنے خدا پر تقول کیا ہو اور اپنے ان مفتریات کو شائع کیا ہو اور پھر اُسنے ۲۳ برس کی مہلت پائی ہو تو پانسو روپیہ انعام دیا جاویگا۔ اسطرح پر قطع الوتین ایک لغو سا اشتہار کسی امرتسری عطار نے دیا تھا۔ حافظ صاحب نے اپنا اشتہار میں اسی کا حوالہ دیکر اس بوجھ کو گردن سے اُتارا اور ندوہ کے جلسہ میں حضرت کو بلایا ہے حضرت حجۃ اللہ نے یہ تجویز فرمایا کہ اس کے متعلق ایک مختصر اشتہار ندوہ کو مخاطب کرکے لکھا جاوے چونکہ وہ اشتہار الگ طبع ہوتا ہے جو کسی وقت

پریسمین جان محمد

...اور اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ بھی ... ۔ میرے نزدیک اس کے یہی معنی ہیں کہ قبولیت دعا کی ایک راہ نکال دیتا ہے حکام کا بھی یہی حال ہے کہ جب پر نا راض ہوتے ہیں اگر وہ صبر کے ساتھ برداشت کرتا اور شکوہ اور بدظنی نہیں کرتا تو اُسے ترقی دیتے ہیں قرآن شریف سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ ابتلا آویں ۔ جیسے فرمایا اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ یعنی کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف آمنا کہنے سے چھوڑے جائیں اور وہ فتنوں میں نہ پڑیں۔

... علیہم السلام کو دیکھو ابتدا میں کسقدر دُکھ اٹھاتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو کہ آپ کو مکی زندگی میں کسقدر دکھ اُٹھانے پڑے طائف میں جب آپ گئے تو اسقدر آپکے پتھر مارے کہ خون جاری ہو گیا تب آپ نے فرمایا کہ کیسا وقت ہے میں کلام کرتا ہوں اور ... پھیر لیتے ہیں اور پھر کہا کہ اے میرے رب میں اس دُکھ پر صبر کرونگا جبتک کہ تو راضی ہو جاوے۔

اولیا اور اہل اللہ کا یہی مسلک اور عقیدہ ہوتا ہے۔ سید عبد القادر جیلانی لکھتے ہیں کہ عشق کا خاصہ ہے کہ مصائب آتے ہیں اسی لیے کہا ہے ۔

عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

(poetic verses:)

عشقا ! ... تو منفز گردان خوردی
یا ... دلاں چہ رستی ما کردی
... لکھوں کہ بجا روئے ... آوردی

ہر عیلہ کہ وار ہی ... ناصردی

... اور تکالیف پر اگر صبر کیا جاوے اور ... کی قوتوں کے ساتھ رضا ظاہر کی جاوے تو وہ ... کشائی کا مقدمہ ہوتی ہیں ۔

ہر بلا کیں قوم را او دادہ است
زیر آں یک گنج ہا بنہادہ است

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی تکالیف کا نتیجہ ... فتح ہو گیا ۔ دعا میں خدا تعالے کے ساتھ شرط باندھنا بڑی غلطی اور نادانی ہے جن مقدس لوگوں نے خدا کے فضل اور فیوض کو حاصل کیا انھوں نے اسطرح حاصل کیا کہ خدا کی راہ میں مر مر کر فنا ہو گئے خدا تعالے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دس دن کے بعد گمراہ ہو جانے والے ہوتے ہیں وہ اپنے نفس پر خود گواہی دیتے ہیں جبکہ لوگوں سے شکوہ کرتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی +

ہم لوگوں کی شامت اعمال کو روک نہیں سکتے وہ لوگ نامراد رہینگے جو ولی اور مامور کا یہ معیار ٹھہراتے ہیں کہ اس کی ہر دعا اسی طرح قبول ہو جائے گی جسطرح وہ چاہتے ہیں اور جو ولی یا مامور ہونے کا مدعی ایسا دعوی کرے وہ بھی کذاب ہے حضرت یعقوب چالیس برس تک دعا کرتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ کی مکی زندگی میں مصائب بڑھتے رہے کیا آپ دعا نہ کرتے ہونگے ؟ جو لوگ آسمانی علوم سے ناواقف ہیں وہ ان اسرار کو نہیں سمجھ سکتے ۔ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور وہ اندھا ہو گیا اُسنے کہا کہ اسلام میرے لیے مبارک نہیں اسلیے مرتد ہو گیا ۔ ایسے لوگ محروم رہ جاتے ہیں میں نے ایک جگہ دیکھا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ فتوحات کے لیے دعا کرتے تھے ایک رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ تیرے لیے شہادت مقدر ہے اگر تو صبر نہ کرے گا تو اخیار ابرار کے دفتر سے تیرا نام کٹ جائے گا۔

نماز ظہر ہی سے شروع ہوتی ہے جو زوال کا وقت ہے یہانتک کہ غروب تک بالکل تاریکی میں جا پڑتا ہے اور ... رات میں رہتا ہے کرتا ہے یہانتک کہ صبح میں سے حصہ لیتا ہے نماز کی تقسیم بھی بتاتی ہے کہ ... نے اس تقسیم میں ایک صبح اور باقی چار ایسی رکھی ہیں جو تاریکی سے حصہ رکھتی ہیں ورنہ ممکن تھا کہ اقبال تک ختم ہو جاتیں۔

ایسا ہی سورہ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ایسے لفظ رکھے ہیں جو اس منشا کو ظاہر کرتے ہیں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ سے صاف پایا جاتا ہے کہ کچھ نہیں چاہتے تیری عبادت کرتے ہیں اور اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ سے دعا کرتے ہیں گویا اِیَّاکَ نَعۡبُدُ اور اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ اور لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ کو ملایا ہے۔ نَعۡبُدُ تو یہی ہے کہ بھلائی برائی کا خیال نہ رہے سلب اُمید و امانی ہو۔ اور اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں دعا کی تعلیم ہے ۔

ظہر خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے کا ذکر ہوا ۔ فرمایا اُسنے اپنے خط میں بڑی صفائی سے لکھدیا تھا کہ میں آپ کے دعوی کا مصدق ہوں اور میں نے کبھی ساری عمر بدظنی نہیں کی یہ ایک ایسا کام تھا جو دوسرے گدی نشینوں سے نہیں ہوا ۔ اور کسی نے خط کا جواب نہیں دیا اور کسیکو ایسی توفیق نہیں ملی + میرے خیال میں وہ نیکی جو اُسکی طبیعت میں سخاوت تھی اُسیکا یہ ثمرہ تھا کہ اس تصدیق کی یہ توفیق ملی ۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص مسلمان ہوا ۔ وہ اسلام لانے سے پہلے بڑا سخی تھا اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے اسلام سے پہلے جو سخاوت کی ہے اُسکا بھی کوئی اجر ملے گا ۔ فرمایا کہ وہی روپیہ تو تجھے اسلام میں کھینچ لایا ہے ۔

عصر حافظ محمد یوسف ضلعدار کی بابت کہ جو کچھ پھر اُبال آیا ہے نحلہ گولڑویہ کی اشاعت پر اُسنے اشتہار دیا ہے کہ لَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا پر جو اُس سے مطالبہ کیا گیا کہ کوئی ایسا مفتری پیش کرو جسنے خدا پر تقول کیا ہوا اور اپنے ان مفتریات کو شائع کیا ہو اور پھر اُسنے ۲۳ برس کی مہلت پائی ہو تو پانچسو روپیہ انعام دیا جاوے گا ۔ اشتہار جیسر قطع الوتین ایک لغو سا اشتہار کسی امرتسری عطار نے دیا تھا ۔ حافظ صاحب نے اپنے اشتہار میں اسی کا حوالہ دیکر اس بوجھ کو گردن سے اُتارا اور ندوہ کے جلسہ میں حضرت کو بلایا ہے حضرت حجۃ اللہ نے تجویز فرمایا کہ اس کے متعلق ایک مختصر اشتہار ندوہ کو مخاطب کر کے لکھا جاوے چونکہ وہ اشتہار الگ طبع ہوتا ہے جو کسی وقت

الحکم میں شائع ہو جاوے گا انشاء اللہ العزیز اس لیے ضرورت نہیں کہ اس مضمون کا اعادہ یہاں اپنے لفظوں میں کیا جاوے۔

دربارِ شام آج شیخ عبد الرشید صاحب زمیندار و تاجر میرٹھ جو آج ہی آئے تھے حضرت اقدس سے نماز سے فارغ ہوتے ہی ملے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے انکو حضرت سے انٹروڈیوس کرایا۔ ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ کے متعلق ذکر آنے پر شیخ عبد الرشید صاحب نے عرض کی کہ میں نے تو ارادہ کیا تھا کہ بذریعہ عدالت اسکے سخت توہین آمیز مضامین پر نوٹس لوں۔ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا

ہمارے لیے خدا کی عدالت کافی ہے یہ گناہ میں داخل ہوگا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدم کریں اس لیے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔

اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی نے اپنی پنجابی نظم سنائی جو بہت لطیف اور معنی خیز ہے خصوصاً عورتوں کے لیے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ عورتوں کے افادہ کے لیے اسکو الگ چھاپ دیں۔

بعد نماز عشا آج کا دربار ختم ہوا۔

۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء

آج جمعہ کا دن ہے۔ حضرت اقدس کا معمول ہے کہ جمعہ کو سیر کو تشریف نہیں لیجاتے بلکہ نماز جمعہ کی طیاری کے لیے مسنون طریق پر غسل۔ حجامت تبدیلی لباس حنا وغیرہ امور میں مصروف رہتے ہیں اس لیے سیر کو تشریف نہیں لے گئے۔ جمعہ سے پیشتر ندوہ کے لیے ایک اشتہار لکھا جو کل ۲ اکتوبر کو عصر کے وقت تجویز کیا تھا اگرچہ اشتہار صرف ایک صفحہ کا تجویز کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلم اور کلام میں وہ قوت اور روانگی دی ہے کہ جو اعجازی رنگ سے رنگین ہے اس لیے بجائے ایک صفحہ کے کئی صفحے ہو گئے۔

جمعہ جمعہ کی نماز کے لیے آپ ایک بجے سے کچھ منٹ پہلے تشریف لے گئے منشی حبیب الرحمٰن صاحب نمبردار حاجی پور بھی آپکے ساتھ تھے آپ سے پہلے ٹھیک ایک بجے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ خطبہ کیلیے کھڑے ہوئے اور جو خطبہ آپ نے پڑھا۔ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ کسی دوسرے جگہ ہم درج کریں گے

بین المغرب والعشا شیخ عبد الحق صاحب نو مسلم نے اپنے ایک جدید رسالہ کا کچھ قصہ سُنایا اس غرض سے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ و السلام اس رسالہ کا کوئی نام تجویز کریں یہ رسالہ شیخ صاحب نے ایک عیسائی کے ٹریکٹ سچا اسلام نام کے جواب میں لکھا ہے جس میں اسنے عیسائیت کو سچا اسلام قرار دیا ہے۔ حضرت اقدس نام تجویز کرنا چاہتے تھے کہ چند آدمیوں نے بیعت کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ بیعت کے بعد اسکا نام تجویز کرتا ہوں۔ چنانچہ بیعت کے لیے وہ آدمی پیش ہوئے اور آپ نے اُن سے بیعت تو یہ لی اور پھر اس رسالہ کا نام **اسلام نصاریٰ** یا **اسلام النصاریٰ** تجویز فرمایا اور یہ تقریر فرمائی۔

اسلام النصاریٰ اس رسالہ کا نام اسلام النصاری رکھو۔ اور اصل رسالہ سے پہلے ایک چھوٹا سا مقدمہ لکھو کہ سچا اسلام تو یہ ہے کہ قولاً اور فعلاً خدا تعالیٰ کو اپنی ساری طاقتیں سپرد کر دی جاویں اور اُس کے احکام کے آگے گردن رکھی جاوے کوئی اُسکا شریک نہ ٹھیرایا جاوے اور ہر قسم کی بدراہی کو دور رہیں مگر یہ لوگ تو اس خدا سے دور ہیں جو اسلام نے بتایا اور کل نبیوں نے جنکی تعلیم دی۔ یہودی تو ابھی مرے نہیں عیسائی اُن سے پوچھو کہ وہ کس خدا کو مانتے ہیں وہ صاف کہتے ہیں کہ توریت نے اس خدا کو بیان کیا ہے جو قرآن نے بتایا ہے۔ وہ انجیل کے خدا کو کب مانتے ہیں جو مریم کا بیٹا ہے۔ جسکو عیسائیوں نے خدا بنایا ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس مقدمہ میں یہ بیان کیا جاوے کہ حقیقی اسلام کیا چیز ہے؟ عقل اور روشنی قلب کسکو تسلیم کرتی ہے کیا عیسائیت کو یا اسلام کو؟

پھر اسمیں عیسائی مذہب کی خرابیاں دکھاؤ۔ کہ انجیل نے کیا تعلیم دی ہے مثلاً طلاق ہی کا مسئلہ دیکھو کہ انجیل میں لکھا ہے کہ جو طلاق دیتا ہے وہ زنا کرتا اور کراتا ہے لیکن اب واقعات اور ضرورتوں نے انکو مجبور کیا ہے کہ اس مسئلہ کی اہمیت کو تسلیم کریں چنانچہ امریکہ میں قانون بنایا گیا۔ ایسا ہی شراب کا مسئلہ ہے جس کے بغیر عشاء ربانی کامل نہیں ہوتی۔ مگر اسکی خرابیاں دیکھو کیسی ہیں اور ولایت کا یہ حال ہے کہ وہاں سادہ پانی پینے والے پر ہنسی ہوتی ہے اور پینے کے قابل صرف شراب سمجھی جاتی ہے۔ اور پانی تو کپڑے ہی دھونے کے قابل قرار دیا گیا ہے۔

اسطرح پر انکی تعلیم پر ایک مختصر سی نظر کرو ان کے کھانے کے دانت اور ہیں اور دکھانے کے اور۔ مگر افسوس یہ ہے کہ وہ دکھانے کے دانت بھی خراب ہیں جب دکھانے کے دانتوں کا یہ حال ہے تو کھانے کے تو اور بھی خراب ہونگے۔ کوئی چیز بھی عمدہ نہیں۔ خدا بنایا تو ایسا اور اعتقاد تجویز کیے تو ایسے تعلیم دی تو ایسی کہ اگر ایک ہفتہ اس تعلیم پر عمل کریں تو عدالتیں بند کر دیجائیں تو پتہ لگجاوے۔ اس شخص نے سچا اسلام نام رکھکر دراصل اسلام کو گالی دی ہے کیونکہ اس نے اسلام کو جھوٹا قرار دیا ہے اسلیے ضروری ہے کہ نصرانیت کی قلعی کھول دی جاوے۔ اباحتی زندگی کو اسلام ٹھیرانے میں جو کچھ گند اس کتاب کے اندر ہے وہ اس نام ہی سے ظاہر ہے پس نصاری کے اسلام کی حقیقت ضرور کھولنی چاہیے اسلام کا لفظ صرف قرآن نے ہی اختیار کیا ہے اور کسی نے یہ نام اختیار نہیں کیا۔

بین المغرب والعشا

بعد ادائے نماز مغرب حضرت اقدس شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے اور طاعون کے ذکر چلنے پر فرمایا خواہ کچھ ہی ہو اگر کوئی چاہے کہ یہ بلا ارضی تدابیر سے ٹل جاوے تو یہ محال ہے۔ خدا کا ایک قانون ہے کہ جس قدر کوئی قابل ہے اسی قدر اسے بچایا جاتا ہے دیکھو شہر میں جو بکرے ذبح ہوتے ہیں وہ ان کیڑوں مکوڑوں سے بہت ہی کم ہوتے ہیں جو پاؤں کے نیچے آکر ہر روز مارے جاتے ہیں اور بکروں کی نسبت گائے زیادہ مفید ہے وہ اسکی نسبت کم ذبح ہوتی ہیں اور اونٹ ان سے بھی زیادہ مفید ہے وہ اسکی نسبت کم ذبح ہوتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر قابل قدر جانور ہے اسیقدر کم ذبح ہوتا ہے لیکن انسان سب سے زیادہ قابل قدر ہے اسپر وہ چھری نہیں چلتی جو ان جانوروں پر چلائی جاتی ہے پھر انسانوں میں سے بھی جو سب سے زیادہ قابل قدر ہے اسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا سچا تعلق رکھتے اور اپنے اندرونہ کو صاف رکھتے ہیں اور نوع انسان کے ساتھ خیر اور ہمدردی سے پیش آتے ہیں اور خدا کے سچے فرمانبردار ہیں چنانچہ قرآن شریف سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ کہ اسکے مفہوم مخالف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کی پرواہ کرتا ہے اور وہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو سچے مومن ہوتے ہیں۔ وہ تمام کسریں اپنے اندر سے نکال دیتے ہیں جو خدا سے دور ڈال دیتی ہیں۔ اور جب انسان اپنی اصلاح کر لیتا ہے اور خدا سے صلح کر لیتا ہے تو خدا اسکے عذاب کو بھی ٹلا دیتا ہے خدا کو کوئی ضد تو نہیں چنانچہ اسکے متعلق ہی صاف طور پر فرمایا ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ یعنی خدا نے تمکو عذاب دیکر کیا کرنا ہے اگر تم دیندار ہو جاؤ۔ طاعون بڑا خطرناک عذاب ہے بیوی بچے ہی نہیں تباہ ہوتے بلکہ یہانتک نوبت پہنچتی ہے کہ جنازہ نکالنے کا بھی کوئی انتظام نہیں ہو سکتا مرنے والا تو مر جاتا ہے دوسرے جو زندہ رہتے ہیں وہ بھی مفقود العقل اور زندہ درگور ہوتے ہیں ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ گھر والے مردہ کو باہر پھینک آئے ہیں اور کتوں نے اسکو کھایا اور وہ بھی طاعون سے ہلاک ہو گئے ہیں اس خوفناک مرض میں تعہد خدمت کا بھی نہیں ہو سکتا بیمار داروں کو نفرت اور خوف ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو یہ فرمایا قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا منشا یہ ہے کہ جیسے تم نے میرے شعار کو چھوڑ دیا ہے میں تمہاری بھی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ تجہیز و تکفین بھی ایک شعار ہے اب تو یہ رسم ہو گئی ہے اور اس سے بڑھ کر جب ملا آتا ہے تو اسکو غرض جائے کا لینا ہوتا ہے جنازہ کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اسکا ایک لفظ آگے نہیں جاتا بلکہ وہ تو یہی سوچتا رہتا ہے کہ کچھ نمک دانے اور پیسے ملیں گے اور پھر دیکھتا ہے کہ مردہ کے کپڑے وغیرہ کس کو ملیں گے۔ غرض وہ تو مال تک بھی بچا نہیں چھوڑتے اپنے حقوق جتاتے رہتے ہیں۔

ایک بار حضرت اقدس یہاں تک بیان کر چکے تھے کہ یکبارگی آگیا
مولوی غلام علی صاحب ... بیمار ہو گیا ہے

اب ایک لاکھ تک پہنچی ہے سب آپس میں بھائی ہیں بیٹھے بیٹھے کہتے ہیں کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی نہ کوئی دردناک آواز نہ آتی ہو جو گذر گئی وہ بھی بڑے ہی مخلص تھے جیسے ڈاکٹر بوڑے خان سید تفضیل علی شاہ۔ ایوب بیگ منشی جلال الدین خدا ان سب پر رحم کرے۔

طاعون بیدار کرنیوالی ہے طاعون بھی ایکطرح اچھی ہے کیونکہ یہ غفلت سے بیدار کرنے کا ذریعہ ہے اگر یہ سر پر نہ ہو تو اس زمانہ میں شاید خوف ہی نہ رہے بڑے بڑے موذی طبع مفسد لوگوں کو بھی دیکھا ہے کہ جہاں ہیضہ وغیرہ سے پڑتا ہے تو انکے بھی خون خشک ہو گئے ہیں۔ اور اپنے اپنے طور پر ڈر گئے ہیں بعض دانشمند کہتے ہیں کہ نفس چونکہ بار بار نہیں آتا اسلیے ضرورت ہے کہ کوئی نہ کوئی محرک ہو۔ اس دنیا کا انجام کار خاتمہ ہے اور دوسرا عالم بھی یقینی ہے۔ اور وہ زندگی کا عالم ہے خواہ پہلی زندگی اگر وہاں جاکر آنکھ کھلی اور برے آثار ہوں تو پھر بڑی مشکلات ہیں یہ بھی خدا کا بڑا رحم ہے جو اس مردود ملک پر طاعون کا تازیانہ بھیج دیا جس سے غفلت دور ہوتی ہے۔ خدا کی سنت ہے کہ جب انسان بہت ہی سخت دل ہو جاوے تو اسپر عذاب بھیج دیتا ہے۔ انسان معمولی موت سے نہیں ڈرتا مگر جیسے ایک بڈھا اپنے آپکو قریب بہ قبر سمجھتا ہے ویسے ہی ہیں نوجوان ہی غفلت اور شہوت کا نشہ ایسی چیز ہے کہ جب معمولی موت سے انسان نے سبق نہ لیا تو طاعون بھیجی۔ جو عذاب کی شکل میں ہلاک کر رہی ہے۔

اس کے بعد مولانا مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب نے **الاستفتاء من ندوة العلماء** عربی قصیدہ سنایا جو مندرجہ حاشیہ عنوان ہے اور تین گھنٹہ میں لکھا ہے جب وہ قصیدہ پڑھ چکے تو مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی نے پنجابی نظم سنائی، اور بعد نماز عشا دربار ختم ہوا۔

۵۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء

(صبح کی سیر)

نزول المسیح اور کشتی نوح کے متعلق تذکرہ پر فرمایا کہ کشتی نوح الگ بھی تقسیم ہو اور نزول المسیح کے ہمراہ بھی۔ کیونکہ تقسیم کے وقت ہر ایک اپنی اپنی سمت الگ اختیار کرتا ہے۔

قوت جاذبہ مجذوبہ دنیا میں یہ دونوں قوتیں جاذبہ اور مجذوبہ ہیں۔ اور انکا اثر بھی برابر جاری ہے اسلیے اس قسم کی تقسیم سے یہ فائدہ ہے کہ جو روحیں صرف تعلیم کی تلاش میں ہیں انکی سیری اس تعلیم کو پڑھ کر ہو گی اور بعض روحیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ثبوت کی تلاش میں ہیں انکو نزول المسیح میں پورا ثبوت ملیگا اور اس سے فائدہ پہنچیگا۔ بعض صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ امام کی کیا ضرورت ہے انکے لیے بھی یہ مفید ہو گی۔ پس یہ دو قسم کی اشاعت اچھی ہے اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس سے فائدہ پہنچے گا۔

المومن اور الناس ثبوت اس قسم کے دیے ہیں کہ اللہ اکبر! یہانتک کہ مشہودات اور محسوسات سے ایمان کی تقویت ہوتی ہے لیکن جو لوگ ایمانی فراست سے حصہ رکھتے ہیں وہ پہلے ہی سمجھ لیتے ہیں۔ جو لوگ حق قبول کرنے میں سبقت کرتے ہیں وہ صاحب فراست والے کہلاتے ہیں جب وہ اول ہی اول قبول کرتے ہیں خدا جو سبقت کرنے والوں کی تعریف کرتا ہے اور رضی اللہ عنہم فرماتا ہے ...

اسوقت داخل ہونیوالے کا نام الناس رکھا ہے۔ اس حالت میں تو گویا منع کرتا ہے یہ کہکر لَا تَقُولُوا آمَنَّا بَلْ قُولُوا أَسْلَمْنَا یعنی یہ مت کہو کہ ہم ایمان لائے بلکہ یہ کہو کہ ہم نے اطاعت کی۔ ایمان تو تب ہوتا ہے جب ابتلا کے موقع آویں جنپر ایمان لانیکے بعد ابتلا کے موقع نہیں آئے وہ اسلام میں داخل ہیں یا مخوف تکلیف کا نشانہ ہو کر نہیں دیکھا بلکہ وہ اقبال اور نصرت کے زمانہ میں داخل ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ مخبر کا نام اور خطاب انکو نملا۔ بلکہ الناس انکا نام رکھا کیونکہ وہ ایسے وقت داخل ہوئے جب کام چل پڑا۔ اور رسول اللہ نے اپنی صداقت کی روشنی دکھلائی اسوقت دوسرے مذاہب حقیر نظر آئے۔ تو سب داخل ہو گئے۔

نبی کی ذمہ داری اور استغفار نبی بہت بڑی ذمہ داری لیکر آتا ہے اسلیے جب وہ اپنے کام کو کر چکتا ہے اور تبلیغ کر کے رخصت ہونے کو ہوتا ہے تو وہ وقت اسکا گویا خدا تعالیٰ کو چارج دینے کا ہوتا ہے اسی وقت میں اللہ تعالیٰ جیسے اپنا فضل کرتا ہے اسپر استغفار کا لفظ بولتا ہے اسی طریق کیمطابق رسول اللہ کو بھی ارشاد الٰہی اسیطرح ہوتا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا خدا تعالیٰ ہر ایک نقص سے پاک ہے اسکی تسبیح کرو اور جو کچھ بمقتضائے بشریت کی رو سے اس ذمہ داری کے کام میں ہوا ہے۔ تو اس سے استغفار چاہو جس کے سپرد ہزاروں کام ہوں اسکی کچھ نہ کچھ ... اور رسول اللہ صلعم تو مقام عظیم الشان لیکر آئے تھے غرض یہ ایک چارج تھا جو آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیا۔ اور جسمیں آپکی پوری کامیابی کیطرف پہلے اشارہ کر دیا اور یہ سورۃ گویا آنحضرت کی وفات کا ایک پروانہ تھا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ انبیا کی زندگی اسی وقت تک ہوتی ہے جبتک مصائب کا زمانہ رہے اسکے بعد جب فتح و نصرت کا وقت آتا ہے تو وہ گویا انکی وفات کا پروانہ ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کام کو کر چکے ہوتے ہیں جس کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔ اور اصل تو یہ ہے کہ کام تو اللہ کے فضل سے ہوتے ہیں مفت میں ثواب لینا ہوتا ہے جو شخص اسمیں بھی خود غرضی سستی۔ ریا کی آمیزش کرے وہ اس ثواب سے محروم رہ جاتا ہے۔

انی احافظ کل من فی الدار کی تائید میں ایک عرصہ ہوا میں نے خواب دیکھا تھا کہ گویا میر ناصر نواب ایک دیوار بنا رہے ہیں جو فصیل شہر ہے میں نے اسکو جو دیکھا تو خوف آیا کیونکہ وہ قد آدم تک آئی تھی خوف یہ ہوا کہ اسپر آدمی چڑھ سکتا ہے مگر جب دوسری طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ قادیان بہت اونچی کی گئی ہے اسلیے یہ دیوار دوسری طرف سے بہت اونچی ہے اور یہ دیوار گویا پختہ کی بنی ہوئی ہے فرش کی زمین بھی پختہ کی گئی ہے اور تعبیر سے خود سمجھا تو وہ دیوار ہمارے گھر کے ارد گرد ہے اور ارادہ ہے کہ قادیان کے گرد بھی بنائی جاوے شاید اللہ رحم کر کے اس بلا میں تخفیف کر دے۔ قادیان میں آج دو تین موتیں ہو گئیں۔ فرمایا ... سے بھی موتیں ہو جایا کرتی ہیں طاعون کی تو خبر بھی الگ ہے کوئی جنازہ اٹھانے والا بھی نہیں ملتا بعض وقت ایک گھر میں جو ہوتی ہے تو پھر سارے گھر کا صفایا ہو جاتا ہے اور ... کو ہو جاتی ہے۔ انسان کا ایمان کے پرکھے جانیکا اچھا ...